بفیضانِ نظر

... میر شجاع الدین حسین قادری ...

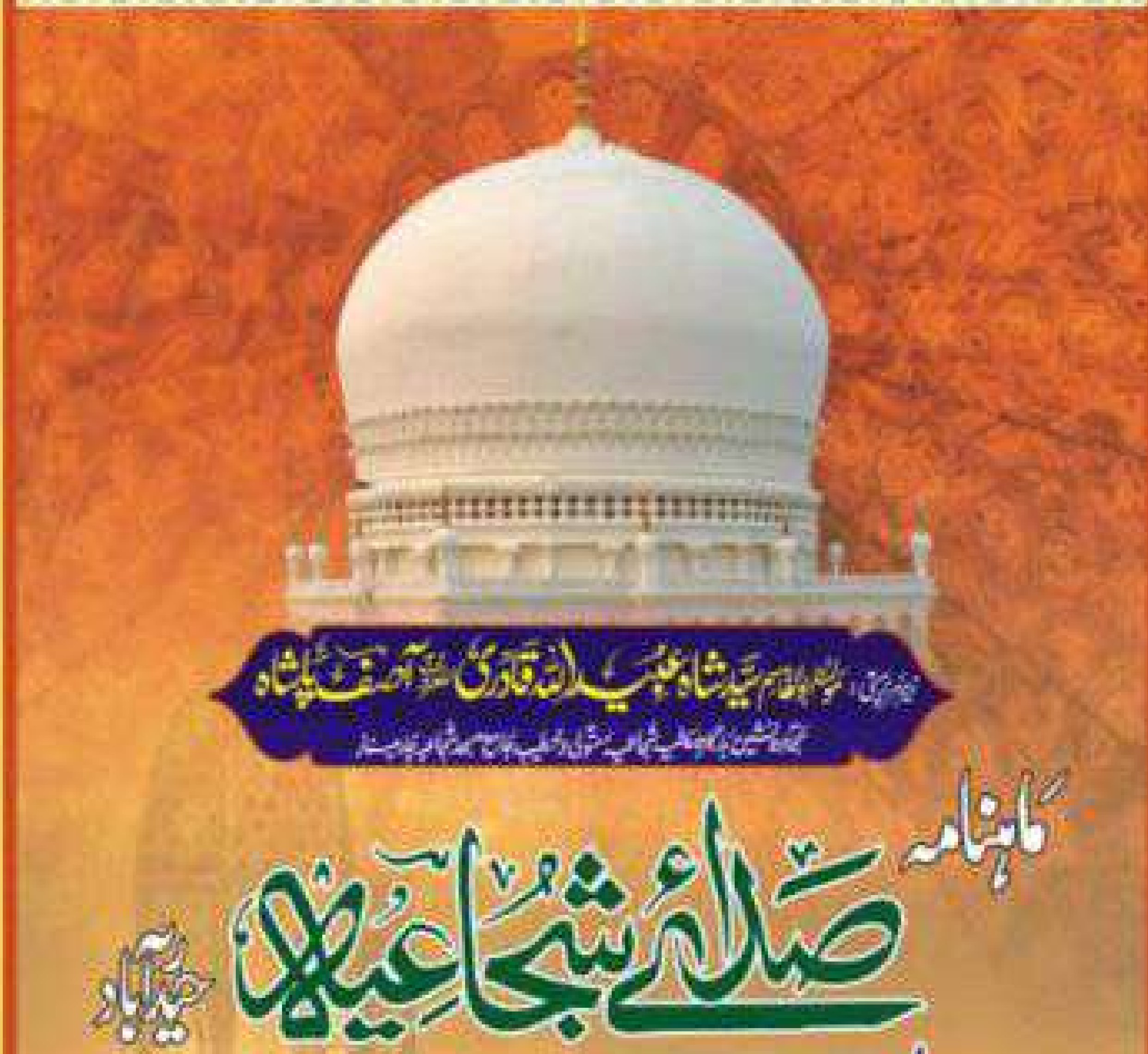

... سید شاہ عبید اللہ قادری ... پاشاہ

ماہنامہ صدائے شجاعیہ حیدرآباد

علمی ، ادبی و سماجی ترجمان

چیف ایڈیٹر: سید محمد ابراہیم حسین قادری

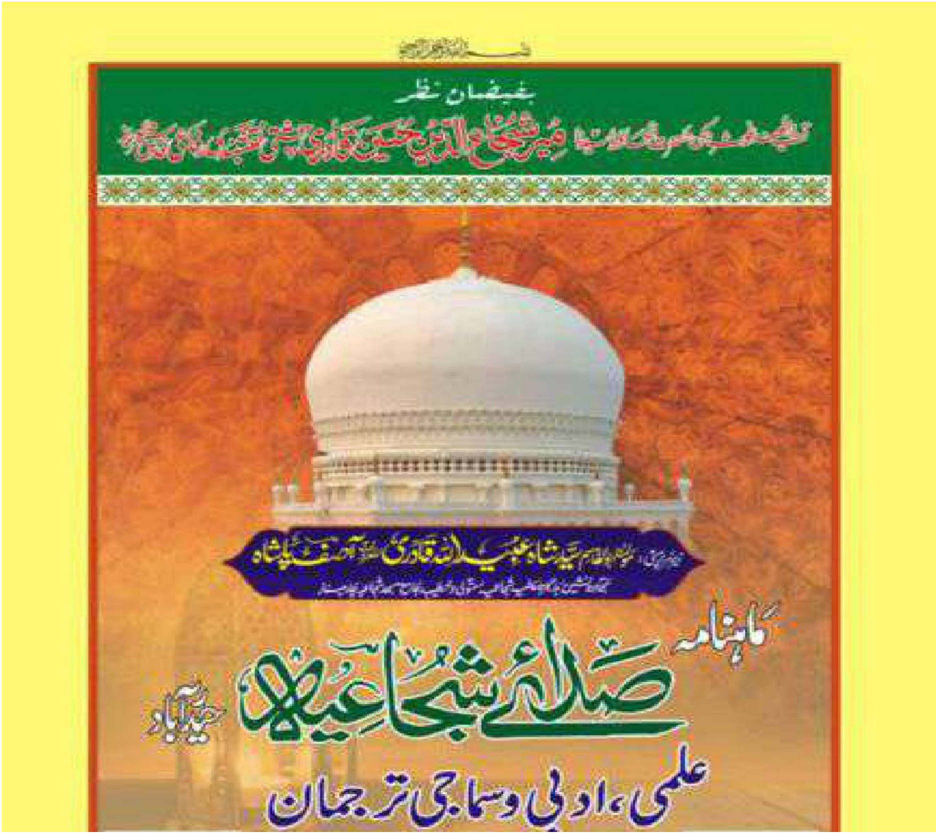

VOLUME No. 4 ISSUE No. 62 PAGES 64 PRICE Rs. 5/-

JULY 2025

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

PRESS LINE: SADA E SHUJAIYA URDU MONTHLY

Edited, Printed, Published & Owned by : SM IBRAHIM, Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. **Managing Editor: Mumtaz Ahmed.**

بسم الله الرحمن الرحيم

بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله

فہرست مضامین

نمبر شمار			صفحہ نمبر
۱	حمد		4
۲	نعت شریف		5
۳	اداریہ	مولانا سید ابراھیم پاشاہ قادری صاحب	6
۴	حضرت میر شجاع الدینؒ حیات و خدمات	مولوی سید احمد محی الدین زاہد	7
۵	فیوض و برکات و مناقب شجاعیہؒ		13
۶	قطب الہند کے شیوخ اور ہم عصر مشائخ	پروفیسر محمد عبدالحمید اکبری، بندہ نواز یونیورسٹی	35
۷	یوم عاشورہ اور تاریخی پس منظر	حافظ عبدالعلیم	44
۸	اہل بیت اطہارؓ سے محبت ایمان کا جزء	مولانا ناصر الدین صدیقی نظامی	51
۹	مناقب حسنین کریمینؓ	ایم اے صدیقی نظامی	57
۱۰			
۱۱			
۱۲			

''صدائے شجاعیہ'' ملنے کا پتہ

خانقاہ شجاعیہ عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار حیدرآباد۔ تلنگانہ

حمد باری تعالی

تیرا جلوہ دونوں جہاں میں ہے
تیرا نور کون و مکان میں ہے

یہی تو ہی تو، وہاں تو ہی
تو تیری شانِ جل جلالہ

ہے دعائے بندہ ناتواں نہ تھمے قلم نہ رکے زباں
میں لکھوں پڑھوں یہی باوضو تیری شان جل جلالہ
اللہ کی ہے شان نرالی ڈالو بیج اور نکلے ڈالی
بھر کے پیٹ کھلاتا ہے وہ میٹھی نیند سلاتا ہے وہ
پیارے ہیں ماں باپ ہمارے یارب ان سے پیارا تو

سب سے نیاری ذات ہے تیری سب دنیا سے نیارا تو
دیکھ یہ اللہ کی شان مٹی میں ڈالی جان
روزی دیتا ہے ہم سب کو، پالن ہار ہمارا تو
دنیا اور سہارے ڈھونڈے اپنا ایک سہارا تو

نعت شریف

محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ اسلام ہوتا، نہ ایمان ہوتا
نہ مومن نہ کوئی مسلمان ہوتا
نہ کوئی فرشتہ، نہ انسان ہوتا
خدا کا کسی کو نہ عرفان ہوتا
محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ کچھ خاص ہوتا، نہ کچھ تمام ہوتا
نہ عظمت، نہ تنویر کا نام ہوتا
نہ جبرئیل، نہ وحی، الہام ہوتا
محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ عالم، یہ دل کش نظارے نہ ہوتے
یہ خورشید، یہ چاند تارے نہ ہوتے
یہ دریا، یہ ساحل، یہ دھارے نہ ہوتے
یہ سامان سارے کے سارے نہ ہوتے
محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اداریہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

ہمارا نظریہ دینِ اسلام ہے اس کی بنیاد علاقائیت، وطنیت، نسل پرستی یا زبان نہیں ہے، بلکہ ہمارا دین اسلام یہ نہ صرف مذہب ہے بلکہ ضابطہ حیات ہے، ہر قوم کا کوئی نہ کوئی کیلنڈر رہا ہے۔ سن ہجری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرتِ مدینہ کی یاد دلاتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا یہ سفر آٹھ ربیع الاول کو ہوا۔ جو عیسوی سن کے مطابق 20 ستمبر 622 / کا واقعہ ہے، یہیں سے اسلامی سال کی ابتداء ہوتی ہے، جس کو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت میں نافذ کیا اور اسی سال یکم محرم الحرام سے اسلامی سن کی ابتداء کی گئی۔ گو یا پہلے اسلام صدی کی ابتداء اور آغاز 16 جولائی 622 / کو ہوا۔ اس امر میں بھی ایک عجیب حکمت پنہاں ہے کہ جب پہلی اسلامی صدی کی ابتداء ہوئی تو یکم محرم الحرام کو جمعہ کا دن تھا۔ یہ تو ہوا اسلامی اعتبار سے سال کا آغاز۔

درحقیقت ساعتوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا گذرنا بھی ہمارے لئے باعث عبرت ہے۔ ایک ایک دن جو گذر رہا ہے وہ ہمیں اپنی موت کے قریب لے جا رہا ہے۔ لھذا ہمیں ایسی زندگی کی تیاری کرنا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں موت کے اچانک آنے کے بارے میں کہا گیا کہ اچانک موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔ اللہ تعالی ہم سب کو ابدی زندگی کی تیاری کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

فقط:۔ مولانا سید ابراھیم پاشاہ قادری صاحب

قطب عصر، عالم ربانی، وارث علوم غوث صمدانی میر شجاع الدین علوی حنفی قادری نقشبندی

حیات و خدمات، علمی کمالات

مولوی سید احمد محی الدین زاہد صاحب

ملک دکن میں جن شہروں اور بستیوں کو مدینۃ الاولیاء یا حدیقۃ الاولیاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان میں ایک علمی و روحانی شہر کا نام حیدرآباد ہے۔ بلکہ اس شہر کو چند اعتبارات سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اس شہر کی ایک اعلی خاصیت یہ ہے کہ عرب وعجم کے خطوں سے اولیاء کرام تشریف لاکر اس کو قدموں کی برکت، وجود کی نعمت اور سانسوں کی روحانیت عطا فرمائی۔

اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمانے والی خدا رسیدہ شخصیات کے قافلہ سالار حضرت امام الاتقیاء سید شرف الدین سہروردی قدس سرہ ہیں جو اس وقت تشریف لائے جب حیدرآباد ایک قریہ میں شمار ہوتا تھا۔صفحات دہر میں حالات کے مطابق آپ وہ اولین شخصیت کاملہ ہیں جن سے اسلام کا اجالا حیدرآباد دکن میں پھیلا۔

پھر قافلہ بعد قافلہ بزرگان دین متین تشریف لائے اور علم کی روشنی، روح کی چاشنی دوسروں تک پہنچاتے رہے۔

ایسی ہی برگزیدہ بے مثال رجال مثل جبال میں قطب دکن عارف مقام لاہوتی عالم عالم جبروتی حضرت میر شجاع الدین علوی قادری علیہ الرحمہ کی ذات صاحبکمالات ہے جن کی حیات و شخصیات یہ آیت کریمہ ''رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ'' کے مصداق ہے۔

حضرت علمی و روحانی گھرانے میں آنکھ کھولی پدری سلسلہ 26 واسطوں سے حضرت محمد بن حنفیہ اور ستائیس واسطوں سے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے۔ اور مادری سلسلہ آپ کے نانا حضرت کے توسط سے حضرت علی المرتضی سے ملتا ہے۔

حضرت قطب الدین کے والد گرامی کا نام مبارک کریم اللہ اور والدہ محترمہ کا اسم پاک عارفہ بیگم صاحبہ تھا۔ والدین کریمین کی عمر شریف شادی کے وقت بہت زیادہ ہوچکی تھی، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ عقد زواج کے وقت والد گرامی کی عمر ساٹھ سال اور والدہ کی عمر چالیس سال تھی۔

سنہ 1191ھ میں حضرت کی ولادت ہوئی اور سنہ 1193ھ میں والد محترم اس دار فانی سے کوچ کر گئے، چنانچہ حضرت کی پرورش اور تعلیم وتربیت آپ کے نانا بزرگ حضرت خواجہ محمد صدیق عرف سید غلام محی الدین علیہ الرحمہ کے پاس ہوئی۔

ولادت سے قبل خوشخبری:۔

حضرت کی ولادت سے کئی سال قبل ابھی آپ کے والدین عقد

زواج سے منسلک نہ ہوئے تھے آپ کے نانا بزرگ نے خواب دیکھا کہ شہر برہان پور میں سخت آندھی تیز ہوائیں چل رہی ہے جس سے شہر کے تمام چراغ بجھ گئے تھے مگر جامع مسجد کا چراغ روشن ہے۔صبح اس خواب کا ذکر آپ نے حضرت کریم اللہ علیہ الرحمۃ سے کر کے خود اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ مسجد کا چراغ گل نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ یہ مسجد اپنے علاقے کی ہے انشاء اللہ آپ کو ایک فرزند دلبند پیدا ہوگا جس سے علم وعرفان کی روشنی پھیلے گی۔(مناقب شجاعیہ) پھر ۱۲۰۶ھ میں آپ کے نانا حضرت کا انتقال فرما گئے۔

سفر حج:۔ حضرت علم نحو،صرف،منطق،حدیث شریف اور تفسیر قرآن اپنے نانا سے سیکھے،قوت حفظ اور علمی استعداد ایسی تھی کہ جو مضمون کتاب ایک مرتبہ پڑھ لیتے پھر نہیں بھولتے،بارہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی تکمیل بھی فرمائی۔ نانا حضرت کے وصال کے بعد حج بیت اللہ اور زیارت دربار نبوی ﷺ کی خاطر رخت سفر باندھا اس وقت آپ کی عمر شریف سترہ یا اٹھارہ سال تھی (سیرت شجاعیہ)

آپ کا یہ سفر عام لوگوں کی طرح سیر وتفریح کا سفر نہیں تھا بلکہ توکل ویقین کی سطح آب پر آپ نے عشق ومحبت کی کشتی ڈال رکھی تھی۔اس سفر میں ایک لباس کے سوا آپ کے پاس کچھ اور نہیں تھا۔جبکہ اجداد کی جمع پونجی موجود تھی لیکن آپ نے اس فر کی بنیاد دولت دنیا نہیں،دولت یقین کو بنایا تھا اور توکل کا لباس زیب تن فرمایا کیونکہ فرمان خداوندی آپ کا راس المال تھا اللہ تعالی نے فرمایا وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (سورۃ البقرہ) یعنی زاد راہ اختیار کرلو کیونکہ بہترین زاد راہ تقوی ہے۔منقول ہے کہ دوران سفر کچھ مدت کے بعد آپ کا جامہ پھٹ گیا تو ایک کپڑا لیکر اسے پاجامہ نما بنا کر استعمال فرمایا۔(مناقب شجاعیہ

حضرت کے نانا وصال کر گئے تو نواب فتح الدولہ کو آپ نے بذریعہ خط اطلاع بخشی،نواب فتح الدولہ نے آپ سے حیدرآباد تشریف لانے کی گذارش کی،آپ براہ تاندور،برہان پور سے حیدرآباد تشریف لاکر یہاں کے محدثین سے سند حدیث حاصل فرمائی اور علمی ودینی خدمات انجام دیتے رہے۔

صوفیاء کرام کے پاس مشہور ہے کہ یہ حدیث نبوی ہے’’ **من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان** ‘‘جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہے۔اس لئے ہر بندہ خدا نے وصل الی اللہ کے لئے شیخ طریقت کے ہاتھ بیعت کی۔حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمۃ کو قلبی داعیہ اور باطنی میلان ہوا کہ حضرت سید رحمت اللہ نائب رسول علیہ الرحمۃ سے وابسطہ طریقت ہو جائیں۔اس شوق میں آپ رحمت آباد شریف پہنچے وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ ایک ہفتے پہلے حضرت نائب رسول رحلت فرما گئے۔اس دربار میں مزید ایک ہفتے تک اذکار واشغال میں مصروف رہے۔اس درمیان حضرت نائب رسول نے آپ کو باطنی اشارہ فرمایا کہ ارادت اور تکمیل سلوک کے لئے آپ حضرت رفیع الدین قندھاریؒ محدث کبیر کی صحبت اختیار کریں۔امر باطنی کے بعد حضرت قبلہ قندھار مہاراشٹر کا رخت سفر باندھا (ملفوظات

حضرت ابوالوفاء افغانی علیہ الرحمۃ)

حضرت علیہ الرحمہ جب قندھار پہنچے اور شیخ کامل وعامل کی خدمت میں حاضر ہوئے سابقہ احوال کے متعلق ذکر فرمایا تو حضرت رفیع الدین قندھاری علیہ الرحمہ نے فرمایا بہت دور سے آرہے ہو، پھر مسجد میں قیام کا حکم فرمایا۔ چنانچہ شیخ طریقت کی توجہ کامل سے آپ منازل طئے فرماتے رہے۔ مناقب شجاعیہ میں ہے کہ آپ چھ مہینہ کے عرصے تک ریاضت اور اکتساب سلوک میں مصروف رہے اس کے بعد حضرت محمد کبیر رفیع الدین قندھاری قادری نقشبندی فاروقی علیہ الرحمہ نے خلافت مرحمت فرما کر خرقہ بخشا۔

حضرت میر علیہ الرحمہ نے اپنے احوال میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ حضرت شیخ کے مطبخ سے مجھے دووقت جوار کی روٹی اور انباڑے کی بھاجی ملا کرتی تھی، میں سالن کسی کو دے دیتا اور روٹی نمک کے ساتھ کھالیتا تھا۔

یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت میر علیہ الرحمۃ نے زمانہ دراز تک شیخ کی صحبت اختیار فرمائی، مسجد میں آپ کا قیام تھا، حضرت شیخ سے علوم تفسیر وحدیث کے ساتھ علوم باطن سیکھا کرتے، ساتھ ہی ساتھ حضرت شیخ نے تربیت کی خاطر کچھ کام آپ کے سپرد کئے تھے، انہیں میں سے یہ کام بھی تھا کہ پاؤ سیر مرچ روز آنہ پیس کردے دیتے۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت کی خادمہ روز آنہ پاؤ سیر مرچی لاکر دیتی، میں پیس کر واپس کر دیتا اس درمیان خادمہ کبھی مرچ لاکر میرے منہ پر ماردیتی اور کہتی اتنے دنوں سے کام کرتے ہو اچھی طرح مرچی پیسنا نہیں آیا۔ میں غصہ میں سر اٹھا کر اسے دیکھتا وہ جا کر میرا حال حضرت شیخ کو سنا دیتی، یہ سن کر حضرت فرماتے، سر اٹھا کر دیکھا ہے ابھی انا نہیں ٹوٹی، آخر کار ایک دن ایسا بھی ہوا لیکن میں نے سر نہیں اٹھایا، خاموشی کے ساتھ کام کرتا رہا خادمہ چلی گئی کچھ دیر بعد حضرت شیخ تشریف لاکر فرمایا اب انا ٹوٹ گئی پھر مرید کیا اور خلافت سے سرفراز فرمایا، لمحے میں میرے احوال کو ترقی ملی۔ (مناقب شجاعیہ، ملفوظات حضرت ابوالوفاء علیہ الرحمہ)

شجاع الدین عتیق داری حضرت میر علیہ الرحمۃ شہر حیدرآباد تشریف لانے کے بعد ایک غیر آباد مسجد کو آباد کیا اور اپنی تعلیم کے لئے مدرسہ قائم فرمایا۔ جامع مسجد چار مینار جو بعد میں مسجد شجاعیہ کے نام سے مشہور ہوئی، مسجد کے صحن میں مغل صاحب صوبہ کا ہاتھی باندھا جاتا تھا اور مسجد کا حوض ہاتھی کی خوراک سے بھرا پڑا رہتا اور مسجد کے اندر پالکی رکھی جاتی تھی، حضرت کے مریدین سے چند لوگ اس مسجد میں پہلے پہل نماز ادا کرنے لگے اور حضرت بھی تشریف لاتے رہے۔

شہر میں حضرت کی بزرگی، تقوی اور تعدیل کا شہرہ ہونے لگا عوام کی بھیڑ کے ساتھ خواص کا آنا جانا لگا رہا، علماء صلحاء وامراء ونوااب شرف ملاقات کو آنے لگے، چنانچہ نواب منیر الملک اور راجہ چندولال کو آپ کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا جب مسجد میں آئے اور دیکھا کہ مسجد کا صحن فیل خانہ اور حوض کچرادان بن چکا ہے مسجد کے اندر ایک طرف

پالکی پڑی ہوئی ہے دوسری جانب حضرت اور مریدین درس وتدریش وعبادات کا اہتمام فرمارہے ہیں۔نواب اور راجہ نے فورا مسجد کو صاف کروایا اور مدرسے کی مرمت کروائی،حضرت کی دعاؤں کے ساتھ واپس لوٹے۔

حضرت کی ذات جامع العلوم گذری ہے، اہل اسلام کو سنوارنے کے لئے آپ نے تربیت باطن کے ساتھ مدرسے کی تعللیم دین بھی لازم قراردی اور خوداس پر عمل پیرار ہے۔

حضرت کے اخلاق اور کرامات:۔

حضرت میر علیہ الرحمہ اخلاق نبویہ کا پیکر اور محاسن کا نمونہ ہیں لوگوں کی بدکلامی پر انہیں غیض وغضب سے نہیں انعام واکرام سے نوازتے۔ چنانچہ منقول ہے کہ مسجد شجاعیہ سے متصل آپ کے اہل خانہ اور متعلقین کے لئے مکان بنایا گی اور خانقاہ ولنگر خانہ سے متصل راجہ شنبو پرساد وزیر فینانس کی دیوڑھی تھی جس کی مہری کا گذر خانقاہ کے نیچے سے تھا۔مہری صاف کروانے کے لئے راجہ مزدوروں کو حضرت کے گھر بھیجا گیا مزدوروں نے اجازت چاہی تو اہل خانہ میں عفت مآب خواتین نے کہا حضرت گھر پر ہیں ہیں کل آجائیں، جب یہ خبر راجہ کو ملی تو غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا یہ کون فقیر ہمارے پڑوی آکر ہماری تکلیف کا باعث بن رہا ہے اور ہمیں مہری صاف کروانے سے روک رہا ہے۔ جب رات ہوئی تو راجہ نے خواب دیکھا کہ چند لوگ اسے پکڑ کر زبردستی لے جارہے ہیں اور ایک بڑے صحن میں لاکھڑا کئے،اتنے میں اک نورانی صورت بزرگ تشریف لائے اور فرمایا تو اپنی مہری صاف کروانے کی فکر تو کرر ہا ہے اور تیرا دل جو کفر کی گندگی میں پڑا ہوا ہے اسے کب صاف کرے گا۔ نیند سے جاگ کر راجہ پریشان ہوا اور حضرت کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی، حضرت نے کہلا بھیجا کہ فقیروں کے پاس امیروں کی کیا ضرورت ہے؟ پھراصرار کی وجہ سے اجازت بخشی، راجہ اوراس کی بیوی حاضر خدمت ہونے کے بعد حضرت کا تقوی، رعب ودبدبہ دیکھا تو اور بھی متاثر ہوئے پھر بادشاہ نے اپنے دل کی گندگی دور کرنے کا تہیہ کرلیا اور شاہ وقت ناصر الدولہ آصف جاہ خامس کو اپنے اسلام کی اطلاع دے کر اپنے خاندان کے دوسوافراد کی موجودگی میں حضرت علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔بادشاہ کے ساتھ اس کے افراد خاندان بھی مسلمان ہوئے، بادشاہ کا نام غلام رسول رکھا گیا۔

اس واقعے سے حضرت کے صبر وتحمل،تقوی کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے بے ادبوں کو اپنی روحانی قوت سے سزا دینے کی بجائے ان کا تکبر اور کفر وشرک توڑ کر انہیں مسلمان بنایا۔ (سیرت شجاعیہ)

توجہ فیض اور عوام کی بے خودی:۔

پچھلے زمانے کے صالحین ومقربین کی طرح حضرت قطب زماں رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی ساعتوں میں

مریدین کی تربیت کے لئے محفل منعقد فرماتے اور ان پر توجہ فرماتے، اکثر اشراق کے بعد توجہ فرماتے، ابتداء میں یہ کیفیت تھی کہ نماز فجر میں مصلیوں پر توجہ فرماتے جیسا کہ منقول ہے نماز فجر میں ہزاروں مسلمان آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے اور جیسے تکبیر تحریمہ کہتے کئی لوگ چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے، اس حال میں اضافہ ہو رہا تھا اسے کم کرنے کے لئے آپ نے میر شمس الدین صاحب سے فرمایا جب کوئی چیخ مارے تو اسے پکڑ لینا۔ اتفاقاً تکبیر تحریمہ کہتے ہی مولوی بدر الدین صاحب سے چیخ نکل گئی انہیں پکڑ لیا گیا وہ بے ہوش تڑپ رہے تھے نماز کے بعد حضرت نے دعا پڑھ کر دم کی اور پانی سر و منہ پر مارا تو مولوی صاحب کو ہوش آیا، اس وقت حضرت نے فرمایا اب سے ہم نماز میں توجہ نہیں دیا کریں گے۔

تصنیف وتالیف:۔ علم دین اور وصول الی اللہ کے ہزاروں شعبے ہیں اکثر حضرات اکابر ایک یا دو یا چند شعبہ جات میں مہارت رکھتے ہیں اور انہیں میں اپنی خدمات انجام دیتے ہیں ایسے ہی حضرت میر شجاع الدین علیہ الرحمہ علوم ظاہری و باطنی میں کمال دسترس رکھتے ہیں، جہاں مریدین کی باطنی تربیت و سلوک طے کراتے وہی علوم شریعت سے لوگوں کو آراستہ فرماتے رہے۔ چنانچہ تصانیف وتالیفات کا بڑا ذخیرہ آپ نے وراثت میں چھوڑا۔ چند تصانیف گرامی کا مختصر ذکر سطور ذیل میں کیا جارہا ہے۔

کشف الخلاصہ:۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی حضرت نے اردو زبان میں اس کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام کشف الخلاصہ رکھا، دیار ہند میں اس کی بڑی شہرت ہوئی، یہ اشعار پر مشتمل ہے اس کا آغاز آپ نے حمد وصلاۃ اور ذکر ایمان سے کیا: فرمایا

قول پیغمبر سے ایمان مستفاد ہے
وہ چھ چیزوں کا دل میں اعتقاد
اعتقاد دل خدا کی ذات کا یہ کہ وہ خالق ہے مخلوقات کا
ہے چہارم اعتقاد انبیاء امتوں کے رہنما اور پیشوا

علم قرأت :۔ یہ کتاب اردو زبان میں تصنیف کی گئی ہے اور علم تجوید وقرات کے قواعد پر مشتمل ہے حضرت میر علیہ الرحمہ نے علم تجوید کے جواہر اس میں بکھیرے ہیں اس کا آغاز آپ نے چند اشعار سے فرمایا، نمونہ کے طور پر چند اشعار درج ذیل ہیں۔

حمد سے جو ہو شروع کلام اس کا بہتر ہے سب طرح انجام
نسبت کی قول کن سے پست کیا پھر دو عالم کا بندوبست کیا
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے

رؤیت الٰہی :۔ حضرت کی تصنیف لطیف رؤیت الٰہی کے امکان سے متعلق ہے بعض باطل قوتوں کا اعتقاد ہے کہ بروز محشر اللہ تعالی کا دیدار انسان کو نہیں ہوگا اور اس کو یہ افراد اور محال میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت میر علیہ الرحمۃ نے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ ﷺ سے امکان رؤیت الٰہی کو ثابت فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا ہے فرمان الٰہی ہے: وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربھا ناظرۃ یعنی قیامت کے روز لوگ اللہ تعالی کو دیکھ کر تروتازہ ہوں

گے۔حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون هذا القمر (مسند ابی شیبۃ) قیامت کے دن تم اللہ تعالی کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو۔

جماعت:۔

باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت پر آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو عقلی ونقلی دلائل سے مزین ہے اور یہ رسالہ فوائد جماعت کے نام سے موسوم ہے۔

تقدیر:۔

جبر وقدر کے نام ایک کتاب آپ نے لکھی ہے اس میں آپ نے دلچسپ انداز میں تقدیر کے بارے میں علمی گفتگو فرمائی اس کو پڑھنے کے بعد قاری کو مسئلہ تقدیر میں تشفی ہوجاتی ہے۔

احتلام:۔ احتلام سے موجبات غسل جو بیان ہوئے ہیں ان میں ایک احتلام بھی ہے، ایک سوال کے جواب میں حضرت نے یہ کتاب تصنیف فرمائی، سوال یہ تھا کہ نیند میں بحالت خواب مختلف ومتنوع احوال طاری ہوتے ہیں جیسے رنج وراحت وغیرہ ان میں سے کسی حالت سے غسل لازم نہیں آتا۔صرف احتلام کی وجہ سے ہی غسل کیوں لازم ہوتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے نقلی وعقلی تشفی بخش جوابات تحریر فرمایا، حضرت کی علمی شان وفنون میں مہارت کی ایک بہترین یادگار رسالہ احتلام ہے، اس عنوان پر زمانہ سابقہ و آئندہ بھی کوئی کتاب دیکھی نہیں گئی۔

☆☆☆☆☆

اہل حق راہ حیات میں اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیتے ہیں لیکن اصولوں پر کسی سمجھوتے کے روادار نہیں ہوتے اگر کربلا کے میدان میں حق بھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا تو پھر قیامت تک حق کا پرچم بلند کرنے کی کوئی جرات نہ کرتا، کوئی حرف حق زبان پر نہ لاتا، درندگی، وحشت اور بربریت پھر انسانی معاشروں پر محیط ہوجاتی اور قیامت تک کے لئے جرات و بیباکی کا پرچم سرنگوں ہوجاتا اور نانا کا دین زاغوں کے تصرف میں آکر اپنی اقدار اور روح دونوں سے محروم ہوجاتا۔

فیوض وبرکات ومناقب شجاعیہؒ

حضرت قدس سرہ کے کرامات میں یہ

مسلم ہے کہ جب مقبولیت ازلی سے تقرب بارگاہ رسالت پناہی کا مرحمت ہوتا ہے تو اس مرد کامل سے کرامات وخرق عادات کا ظاہر ہونا ادنی سی بات ہے کیونکہ ولی صاحب کشف کی قوت اظہار کرامت محصلہ میں اللہ سبحانہ تعالی وتقدس ایسی پراثر پرزور ہے کہ محالات عقلیّہ امور محالیہّ روبرواسکے آسان وممکن الوقوع ہوجاتے ہیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔شعر

ترجمہ:اولیاء کو اللہ کے پاس سے ایسی قدرت ملتی ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے تیر کو لوٹا دیتے ہیں۔

ہر چند حضرت قدس سرہ کے کرامات وخرق عادات کا پورے طور حصر اس مختصر میں باعث طوالت کتاب کا تھا مگر چند واقعات کرامات جنکا بیان ضروری تھا درج کرنا ہوا۔

راجہ سنبھوپر شاد کا اسلام سے مشرف ہونے کا واقعہ:۔

جب زنانی مکان، مدرسہ جامع مسجد کا تیار ہوگیا اور متعلقین وغیرہ اس مکان میں آگئے چند روز کے بعد راجہ صاحب جو کہ حضرت سے مطلق واقف نہ تھے ایک روز معمار ومزدوروں کو واسطے صاف کرنے مہری اپنے مکان کے جس کا عبور مکان ومدرسہ کے نیچے سے تھا روانہ کئے وہ لوگ آ کر اطلاع کئے کہ اگر مردانہ ہوتو ہم لوگ مہری راجہ صاحب کے مکان کی کھول کر صاف کر لیتے ہیں اسوقت حضرت نہ ہونے سے ان لوگوں کو زنانہ سے اطلاع دی گئی کہ تم لوگ کل آ کر حضرت سے اجازت لے کے مہری کو صاف کر لینا وہ لوگ واپس جا کر پوری کیفیت راجہ صاحب سے بیان کئے راجہ صاحب جو کہ اس وقت کے بڑی ذی رتبہ تھے اس روز کے حرکت سے غصہ سے کہے کہ کون فقیر آیا ہے جو ہماری قدیم مہری کھولنے کو مانع ہے اور جو کچھ اس وقت غصہ سے کہنا تھا کہے اسی روز سہ پہر کو طالب الدولہؒ راجہ صاحب کے مکان پر آئے تو راجہ صاحب نے ان سے بھی حضرت کی شکایت اور مزدوروں کا واپس ہونا جو کہ ناگوار ہوا تھا خوب ہی کہے۔ طالب الدولہ چونکہ حضرت سے واقف تھے راجہ صاحب سے کہے کہ وہ ایک بزرگ مقدس ہیں کبھی آپ کے مزدوروں کو مہری کھولنے سے مانع نہونگے میں کل جا کر حضرت سے اجازت دلوادونگا دوسرے روز وہ مزدور مدرسہ میں حاضر ہوکر حضرت سے مہری صاف کر لینے کو عرض کئے تو حضرت نے ان کو اجازت دے دی وہ مہری جو قد آدم سے زیادعمیق تھے مٹی سے جب صاف ہوگئی تو راجہ صاحب اپنے مکان میں سے اس مہری میں اتر کے دیکھتے ہوئے مدرسہ میں

آئے اور ہمراہی کے لوگ باہر سے آ کر مدرسہ میں کھڑے ہوئے حضرت قدس سرہ بھی اپنی جائے سے اٹھ کر لب زہ مدرسہ پر تشریف فرما ہوئے اور مسکرا کے مہاراج کو سلام کئے اب یہ پہلی نظر فیض اثر تھی جو باہمی اتفاق وعقیدت کی محرک ہوئی راجہ صاحب بھی حضرت کو سلام کر کے بعد خیریت پرسی کے رخصت ہوئے حضرت نے ملازمین راجہ صاحب سے فرمائے کہ فقیر کے طرف سے مہاراج کو کہنا کہ آپکے فرصت کا وقت معلوم ہوتو فقیر ملاقات کو آئے گا وہ لوگ اسی طرح عرض کئے تو مہاراج نے دوسرے روز تشریف فرما ہونے کو کہلوائے ۔اور افضل بیگم سے جوان کے محل تھی آپ کے (کی) تشریف فرمائی کا احوال بیان کیئے بیگم ان سے ایسا کہے کہ جب حضرت اویں (آئیں) تو میں برآمدہ سے دیکھوں گی غرض دوسرے روز حضرت قدس سرہ راجہ صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہوئے تو راجہ صاحب آپ کے روبرو بیٹھ کر اس پر تو مقدس کے اثر سے ایسے (ایسی) باتیں کئے گویا کوئی مرید اپنی پیر سے جس طرح باتیں کرتا ہے اود ہر افضل بیگم بھی بالاخانہ پر آ کے حضرت کو دیکھنے لگے حضرت نے جاتے وقت فرمایا کہ فقیر آپ کے دولت خانہ کے عقب میں مقیم ہوا ہے عنایت رکھنا۔ جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو افضل بیگم نے راجہ صاحب سے کہے کہ اب میں بھی حضرت کی مرید ہونگی حضرت کو پھر کل تکلیف فرمانے کہلواؤ چنانچہ راجہ صاحب نے حضرت کو اس طرح کہلوایا دوسری روز جب کہ حضرت تشریف فرمائے تو راجہ صاحب نے حضرت کو زنانہ میں ہمراہ لے گئے افضل بیگم روبرآ کر آداب بجالائے اور مرید ہونے کا اشتیاق ظاہر کئے حضرت نے ان کے معروضہ پر فرمایا کہ جب تم مرید ہوتے ہوتو پھر تم کو راجہ صاحب کے ساتھہ نکاح کرنا ہوگا اور وہ تو مسلمان نہیں ہیں پھر نکاح کس طرح ہوسکے (بیگم راجہ صاحب سے کہنے لگی اجی اب تک میں تمہاری ساتھ بہت روز رفاقت دی اور تم نے بھی میرا خواب نازاوٹھائے) اگر تم کو میری رفاقت والفت منظور ہے تو تم بھی مسلمان ہو ورنہ میں تم سے جدا ہوجاونگی چونکہ راجہ صاحب کو بیگم سے ایک عشق تھا عرض کئے کہ مناسب ہے مگر خفیہ مسلمان ہوتا ہوں کیونکہ اگر ظاہر طور پر ہوں تو شاید حضور بندگان عالی ناصرالدولہ بہادر اور خیال نہ فرمائیں چنانچہ راجہ صاحب کے مسلمان ہوینگا ایک روز مقرر ہوا اوس روز مولوی اللہ والے صاحب ۔اور جناب حاجی عبداللہ صاحب اور مولوی سید عبدالکریم صاحب اور مولوی بدرالدین صاحب اور مولوی غوث صاحب مجلس منعقدہ میں شریک تھے راجہ سبنہو پرشاد مسلمان ہوئے اور افضل بیگم مرید ہوئے اس روز رسے انکا نام غلام رسول مقرر ہوا۔ مولوی اللہ والے صاحب نے کہا کہ حالت شرک وکفر کا ھبہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے غلام رسول نے جو جو چیزین کہ افضل بیگم کو ھبہ کی تھیں اب از سرنو ہبہ کی تجدید ہو چنانچہ اسوقت کل اسباب نکالا یا گیا اور ہبہ کی تجدید بھی دوبارہ کی گئی بعدہ ان دونوں نے حضرت سے وہ خلوص وعقیدت پیدا کئے کہ ایک دم حضرت کی

رفاقت گوارا نہ کرتے یہاں تک کہ حضرت کے زنانی مکان میں سے ایک دروازہ سے اپنے مکان زنانی میں نصب کرائے حضرت اسی دروازے سے ان کے مکان میں تشریف لیجاتے اور اس مہری کو بھی بند کر دئے حضرت کا معمول تھا کہ ایک وقت غلام رسول کے مکان میں خاصہ تناول فرمایا کرتے۔

غلام مرتضی کمندان کے اسلام لانے کا واقعہ:۔

دوسری آپ کی برکت اسطرح ہوئی کہ راجہ چند ولعل کے وقت مسمی مُتّیا کمدان دو ہزار باقاعدہ فوج کے تھے وہ واپنے بیٹے کی شادی بہ تکلف شروع کئے اور بروز شب گشت ایسے موانعات درپیش ہوئے جس سے انکا دل اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہوگیا اور مسلمان ہونے پر مستعد ہو گئے اور راجہ چندولعل سے بھی اجازت حاصل کر لئے ان ایام میں ایکبار خواب میں دیکھے کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہوں چونکہ وہ حضرت کو کبھی نہیں دیکھے تھے، اسلئے سونچا کرتے کہ الٰہی وہ کون بزرگ ہونگے جس کے ہاتھ پر اسلام لایا ہوں اگر مل جائے تو میں اُنہیں کے ہاتھ پر اسلام لاونگا جب اس بات کی شہرت ہوئی تو اکثر علماء وغیرہ اپنے ہاتھ پر مسلمان ہونیکی خواہش کرنے لگے چنانچہ راجہ چندولعل نے بعض علما کے طرف سے مُتّیا کو کہے کہ فلاں بزرگ کے ہاتھ پر اسلام لاویں تو مناسب ہے مگر متّیا کو تو اپنے خواب کی تعبیر کر نیکی خواہش تھی اس لئے اپنا ارادہ بیان کئے۔ اتفاقاً ایک روز غلام قادر خان کے والدہ جو کہ حضرت قدس سرہ کے مرید تھے نیاز کی تقریب کئے اس تقریب میں حضرت بھی تشریف فرما ہوئے اور خان مذکور بہ سبب کمال اتحاد کے مُتّیا کو بھی مجلس میں شریک رہنے کی دعوت دئے جب پوری مجلس منعقد ہوئی کمندان نے حضرت کو دیکھتے ہی اپنے خواب کی تصدیق کر کے حضرت کے قدمبوس ہوئے اور خواب کا واقعہ بیان کر کے عرض کئے کہ غلام کا اب مطلب بر آیا دوسرے روز جامع مسجد میں حاضر ہوکر اپنی بیعت کا ایک دن مقرر کے چنانچہ اس روز بڑے تکلف سے حاضر ہوکر معہ تین سو ۳۰۰ ہمراہی کے آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے حضرت نے انکا نام غلام مرتضی مقرر فرمایا، بعدہ اسی تکلف سے حضرت اور تمام طالب علم مدرسہ کو اپنے مکان پر لیجا کر نہایت تکلف سے دعوت کئے وہاں بھی کئی عورتیں مسلمان ہوئیں۔

صاحب حسین کمندانْ کے اسلام لانے کا واقعہ:

تیسری برکت یوں ہوئی کہ صاحبو کمندان جو کہ ایک ہزار فوج کا افسر تھا چند روز کے بعد وہ بھی دوسو آدمیوں سے حضرت قدس سرہ کے ہاتھ پر اسلام لالیا حضرت نے انکا نام صاحب حسین رکھا جب یہ تیں بڑے بڑے ذی رتبہ مسلمان ہوئے تو کئی شخص اس کے بعد مسلمان ہونے لگے جس سے بلدہ

میں اسلامی یہ پہلی ترقی کا باعث ہوا۔

حضرتؒ کی تلاوت قرآن کی کیفیت:

حضرت قدس سرہ نماز تراویح آپ ہی پڑھاتے تھے ایک شب کو افضل بیگم نے اپنے مکان میں سے حضرت کی قراءت پوری حرفاً حرفاً سنکر متحر ہوئی کہ اتنی دور سے کس طرح حضرت کا آواز سنائی دے رہا ہے اس وقت کے نورانی اثر سے بیگم کو رقت قلبی بھی ہوئی دوسرے روز جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو بیگم نے شب کے واقعہ کو روبرو عرض کئے حضرت نے اشاد فرمایا کہ شاید میری قراءت اس وقت جناب باری میں مقبول ہوئی ہو جس سے حجاب دوری کا تمہاری سماعت سے اٹھایا گیا اور تم نے اتنی دور کا آواز سنے۔

حضرت کا حفظ قرآن :-

دلیل خان صاحب مرید خواجہ میاں صاحب کے بیان کرتے تھے کہ میں قرآن مجید کے آیات متشابہات ومدات سرخ وسیاہ ووقف وغیرہ کو یاد کر کے امتحاناً حضرت کے خدمت میں حاضر ہو کر سنا کرتا مگر حضرت کا حفظ اس طرح صحیح تھا کہ کسی جگہ فرق نہیں ہوتا تھا اور مدّ سرخ وسیاہ میں بھی بخوبی تمیز ہوتا تھا جیسے میرے امتحان کا جواب ادا ہو جاتا۔

حضرتؒ کی مریدین پر توجہ کی کیفیت:

عادت شریف تھی کہ ہر روز بعد نماز اشراق کے مریدین پر توجہ فرمایا کرتے اور نماز میں بھی توجہ کا اثر مقتدیوں پر ظاہر ہوا کرتا جس سے آپ کے تکبیر تحریمہ کے ساتھ مریدین کی ایک حالت بخودی واضطرار ہو جاتی ایکبار آپ نے میر شمس الدین سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نماز میں چیخیں مارے تو اس کو باندہ لینا اتفاقا مولوی بدر الدین صاحب نے آپ کے تکبیر تحریمہ کسے ساتھ چیخ مار کے بیخود ہوتے ہی میر شمس الدین صاحب نے انکو حسب الحکم حضرت کے تھامتے ہوئی وہاں سے لے چلے مگر وہ نہ تھم کر اسی بیخودی میں حوض کے قریب آ کر ایسے گرے جس سے سر پھوٹ گیا اسی طرح انکو لیجا کر ایک حجرہ میں لٹا دیئے اور آ کر نماز میں شریک ہوگئے، حضرت قدس سرہ نماز سے فارغ ہو کر انکے پاس تشریف فرما ہوئے اور پانی پر کچھ دعا دم کر کے جب انکے منہ پر مارے تب مولوی صاحب کو ہوش آیا اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب سے ہم توجہ نہ دیا کرینگے مبادا اگر کوئی گر کر ہلاک ہو جاوئے تو مناسب نہیں۔

واقعہ :-اس کے بعد ایکبار رحیم خان صاحب سے عرض کئے کے حضرت کی کو توجہ سے ہمارے اشغال جمے رہتے تھے چندروز ہم پر وہ اثر توجہ کا پایا نہیں جاتا شاید حضرت توجہ کم فرماتے ہوں یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر تم لوگ جو کہ روبرو بیٹھا کرتے تھے اب سے بعد نماز صبح اشراق مگر ہمارے پیچھے بیٹھا کرو انشاء اللہ تعالی وہی بات حاصل ہوگی چنانچہ بالاجماع مریدین کا قول تھا کہ جس طرح حلقہ یا نماز میں وہ اثر

وکیفیت رہا کرتی تھی اسی طرح اس نشست میں بھی وہی حالت وفیضانی وبرکت رہا کرتی تھی۔

واقعہ :-

رحیم خان صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک بار

میرے دل میں خطرہ گذرا کہ شاہ سعد اللہ صاحب اور شیخ جی حالی صاحب کے مریدین میں جو حالت وجد واضطرار کی ہوتی ہے اگر ہم لوگوں میں ہو جائے تو کیا خوب ہے پس ادھر حضرت کے قلب مبارک پر ان کے خطرہ کا اثر اسطرح ہوا کہ وقت نیم شب حضرت قدس سرہ نے لفظ (اللہ) جل جلالہ کو ایک چیخ کے ساتھ ادا فرما کے اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اب جتنے لوگ اس وقت سوتے تھے سب پر اس کلمہ کی نورانیت اس طرح اثر کی کہ سب لوگ وہی لفظ مبارک کہہ کہہ کر اٹھے یہ رحیم خان صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ وہ بھی چیخ مار کے معہ بستر اپنے روبر دروازہ مکان زنانہ کے جو کسی قد رفاصلہ پر ہے جا گرے اور ایسا شور وغل ہوا کہ مدرسہ گونج اٹھا، عجب یہ ہوا کہ صبح کو جو شخص کہ شب کا واقعہ دریافت کرتا لاعلمی بیان کرتے رحیم صاحب اپنے خطرہ سے متنبہ ہو کر پھر کبھی اس قسم کا خطرہ نہیں لائے۔

حضرت کا اپنے مرید کو گناہ سے بچانا :-

رکن الدین صاحب سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کا مرید ہمیشہ حضرت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھا کرتے اور اشتیاق نکاح کا بیان کرتے کئی بار عرض کئے کہ میرا نکاح کروادیجے اُس پر حضرت ان سے وعدہ فرمایا کرتے، ایک روز جامع مسجد میں ایک شخص آ کر چند قرآن خوان کو واسطے پڑھنے قرآن نزدیک موتی کے طلب کیا، چند شخص اس کے ہمراہ ہو گئے یہ مشتاق نکاح بھی اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا جب یہ لوگ جا کر موتا کے نزدیک قرآن پڑھے تو ہر ایک کو دو دو روپیہ حق قرآن خوانی کے ملے۔

اب یہ صاحب ارادہ زنا پر مستعد ہو گئے اور بعد نماز عشاء کے ایک فاحشہ کو اس دو روپیہ پر مقرر کئے یہاں تک کہ سوائے ارتکاب فعل شنیع کے کوئی بات باقی نہ رہی اتنے میں وہ صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ کی شبیہ، حیرت سے انگلی دانتوں میں لیکر روبرو آ کھڑی ہے یہ شخص دیکھتے ہی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہو کر باہر بھاگنا چاہے تو وہ فاحشہ ان کے اضطرار کو دیکھ کر حیرت سے پوچھی کہ تمکو کیا ہو گیا ہے جو ایسے وقت گھبرا کر جانا چاہتے ہو وہ صاحب اس کو کچھ نہ کہکر باہر چلے اور وہ دو روپیہ خرچی بھی اس کو معاف کر دئے۔ اب یہ شخص مارے شرم کے مسجد میں آنے اور حضرت کیساتھ صبح کی نماز پڑھنے کو چھوڑ دئے یہاں تک کہ تین مہینے تک حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اس غیر حاضری سے انکے حضرت قدس سرہ رکن الدین صاحب سے وجہہ دریافت فرمایا کرتے رکن الدین صاحب چونکہ انکے اس معاملہ سے واقف نہ تھے اس لئے لاعلمی بیان

کرتے ایکبار رکن الدین صاحب ان صاحب سے کہے کہ تم کوحضرت قدس سرہ یادفرمایا کرتے ہیں اورتم جاتے نہیں وہ صاحب اس روز کہے کہ مجھ کوحضرت سے شرمندگی ہے اسلئے مجھ کو حاضر خدمت ہونے میں ندامت ہے اگرتم نماز میں درمیان حضرت اورمیرے کھڑے رہیں تو میں حضرت کے ساتھ صبح کی نماز ادا کرکے خدمت سے مشرف ہوتا ہوں رکن الدین صاحب ندامت وشرمندگی کا سبب ان سے پوچھے تووہ نہیں کہے اخرموافق وعدہ کے یہ شخص ایک روز صبح کی نماز میں حاضر ہوئے اور بعد نماز کے چادر سے منہ ڈہانک کرروبقبلہ دور بیٹھے رہے حضرت کو انکی حضوری کی گو بظاہر اطلاع نہ تھی مگر باطن سے معلوم فرمالئے اور نماز اشراق سے فارغ ہوکر زانو سے سرکتے ہوئے انکے نزدیک تشریف فرماہوئے اور حرکت دئے اس حرکت کیساتھ وہ شخص بے اختیار روتے ہوئے حضرت کے قدموں پرگر پڑے ہے چونکہ یہ راز باہمی تھا حضرت دست مبارک اپنا ان کی پشت پر پھرا کرتسکین دیتے رہے اور تشریف فرماتے وقت رکن الدین صاحب سے مخاطب ہوکرارشادفرمائے کہ ہرایک شخص سے گناہ ہوتا ہے مگر گناہ یا بدافعالی سے نادم ہونا عمدہ بات بلکہ مغفرت کی علامت ہے آدمی کوچاہئیے کہ حتی الامکان گناہ سے بچے۔

حضرت کا اپنے مرید کو پابند شریعت بنانا:

نواب محمد فخرالدین خان بہادر شمس الامرا امیر کبیر نے اپنے فرزندنواب محمد رشید الدین خان وقارالامر ابہادر کوحضرت قدس سرہ کی آغوشی میں واسطے خیروبرکت ودرازی عمر کے دئے ہیں جب رشیدالدین خان بہادرسن بلوغ کوپہونچے تو داڑی منڈوایا کرنے لگے ہر چند حضرت قدس سرہ ان کومنع فرماتے مگرنواب صاحب حضرت کےفرمودہ پرعمل نہیں فرماتے تھےایک بارحضرت

قدس سرہ خاصہ تناول فرماکے نواب صاحب کو ارشاد فرمائے کہ خیرتم یوں تونہیں مانتے اب تم کواورطرح سے سمجھانا چاہئے اسی شب کونواب رشیدالدین خان بہادرخواب میں حضرت کوغصہ سے فرماتے دیکھے کہ کیوں میں تم کو داڑی نہ منڈوانے کوکئی بارکہامگرتم عمل نہیں کرتے خبردار داڑی مت منڈاؤ۔اس تہدید نے آپ کے یہ اثر پیدا کی کہ اسی صبح سےنواب معزنے داڑی منڈوانے سےتوبہ فرمایااوراس واقعہ خواب کوروبروسید محمد صاحب داروغہ مقبرہ کے بیان فرمایا۔

حضرت کی قوت روحانی:

جامع مسجد میں حضرت کے وقت ایک مجذوب رہا کرتے تھے اور بہ نسبت حضرت کے قدآور وتوانا بھی تھے اکثر انکی عادت تھی کہ ٹہلتے ہوئے حضرت کے قریب آکر کہتے کہ آؤ شجاع الدین تم ہم پنجہ کرینگے یہاں تک بضد کہ حضرت انکے کہنے کوقبول فرماکر پنجہ انکے پنجہ میں ملاکر نہ معلوم کیسی طاقت

کرتے جس سے وہ مجذوب بے اختیار پکار کر کہنے لگتے کہ چھوڑو چھوڑو۔ **ف**: چونکہ قوتِ سالک، قوت مجذوب سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ قوت میں کم ہو جاتے تھے۔

وجہہ تسمیہ خواجہ میاں صاحب مجذوب:

ابتداء میں خواجہ میاں صاحب کا نام حافظ ظہیرالدین تھا آپ چنیا پٹن سے آکر حضرت کے خدمت میں بغرض استفادہ چندروز تک رہے۔اور پھر چنیا پٹن کو جاکر دوبارہ جب آئے تو مجذوب تھے، انکی عادت تھی کہ ٹوپی کرتہ تہہ بند سے رہا کرتے اور ٹہلا کرتے۔ جو شخص روبرو آتا آؤ خواجہ کہہ کر سلام کرتے اس لئے انہیں (اُن) کا نام خواجہ میاں مشہور ہو گیا۔

ایک مرتبہ خواجہ میاں صاحب وقت نیم شب مسجد سے دوڑتے پکارتے ہوئے مدرسہ میں جاکر حضرت قدس سرہ کا نام لے کر پکارنے لگے کہ او میرے دل میں آگ لگی ہے جلدی سے آکر بجھاؤ اس وقت حضرت آرام فرمارہے تھے۔ کسی نے حضرت سے نہ کہا اب یہ خواجہ میاں صاحب مدرسہ سے مسجد اور مسجد سے مدرسہ میں دوڑتے اور حضرت کو پکارتے ہوئے رہے جب حضرت تہجد کی نماز کو بیدار ہوئے تو انکی حالت بیقراری کو ملاحظہ فرما کر جلدی سے وضو کر کے انکے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور تھوڑی دیر کچھ ایسا باہمی معاملہ فرمائے جس سے خواجہ میاں صاحب کو اس حرارت قلبی سے سکون واطمینان ہو گیا۔

غرض خواجہ میاں صاحب جامع مسجد میں حضرت کے وصال تک رہے جب حضرت کا وصال ہوا تو جب سے سر برہنہ رہنے لگے اور مسجد بھی چھوڑ دی اور کسی جگہ برابر قیام نہیں کئے۔

آپ کو کرم علی خان نے جو معتقد تھے چندروز اپنے مکان میں رکھا۔ ایک بار جناب میر محمد دایم صاحب خواجہ میاں صاحب کے نزدیک تشریف فرما ہوئے تو بحالت جذب فرمانے لگے کہ ہمارے لئے پگڑی لاؤ تم نہ باندوگے تو پھر کون باندھیگا) اس پر جناب میر صاحب نے ایک دستار سبز اور ایک سفید ہمراہ لیجا کر خواجہ میاں صاحب کے روبرو رکھدیے آپ نے سبز دستار کو لیکر باندہ لیا او رآئینہ میں دیکھ دیکھ کر فرمانے لگے کیا اچھی پگڑی ہے تم نہ باندہوگے تو پھر کون باندہے گا۔

حضرت کے وصال کے بعد جو برہنہ ہو گئے تھے پھر یہی پگڑی باندھے۔ جب آپ کے وصال کے ایام قریب پہونچے تو کرم علی خان کے مکان سے نکل کر قطب شاہوں کے گنبدوں میں مقیم ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا نواب افضل الدولہ بہادر حضور پرنور نے آپ کے جسد نوارنی کو بنظر عقیدت کے آصف نگر کے باغ میں دفن کا حکم فرمایا اور سالانہ عرس کیلئے سو روپیہ بھی مقرر فرمایا چنانچہ آپ کا مزار پرانوار اسی

باغ میں جلوہ آرا ہے اور عرس بھی سرکار سے ہوا کرتا ہے۔

کشف الخلاصہ کی مقبولیت:

ایک عرب بغداد شریف سے وارد بلدہ ہوکر اتفاقاً جب حضرت کی ملاقات کئے تو آپ سے اپنی سابق کی ملاقات کی شناخت اس طرح بیان کئے کہ ایک روز بغداد سے میں کاظمین کو جاتا تھا جب بقصد زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ شریف میں داخل ہونا چاہا تو آپ اس وقت اندر سے باہر نکلے اس جگہ آپ سے ملاقات کیا ہوں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں تو بغداد کو کبھی نہیں گیا جو آپ سے ملاقات ہو مگر وہ عرب اسی طرح یقین کو ترجیح دیتے رہے، اس پر حضرت آبدیدہ ہوکر فرمائے کہ اس کی توجیہ آپ کو یوں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان دنوں فقہ حنفی میں ایک رسالہ مسمی ''کشف الخلاصہ'' لکھتا تھا شاید اسکے (اسکی) مقبولیت کا باعث ہوگا جو میری سعی حضرت امام علیہ الرحمہ کے نزدیک مقبول ہوئی جس کے وجہ سے میری شبیہ کو حضرت نے معاینہ کروادیئے ورنہ میں بغداد کو کبھی نہیں گیا ہوں۔

حسن خان مندوزی جمعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

حسن خان صاحب مندوزی جمعدار حضرت قدس سرہ سے صرف ونحو میں شاگردی رکھتے تھے وہ اکثر ارادہ کیا کرتے کہ ہندوستان جاکر اپنے آبائی مرشدی خاندان میں بیعت حاصل کروں چنانچہ ایکبار پورا قصد کر چکے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحب (ا) کا واقعہ شہادت درپیش ہوا خان صاحب بیان کرتے تھے کہ اس معرکہ کے روز ایک طرف زینہ ہائے مسجد پر میں کھڑا ہوا اور دوسرے جانب زینہ پر بھائی دایم خان مولوی صاحب کے رفاقت اور مخالفوں کے مزاحمت میں کھڑے ہوئے اور تاج محمد خان صاحب مرحوم روبرو مولوی صاحب کے بیٹھے تھے اخرکار مولوی صاحب اور تاج محمد خان اور دایم خان شہید ہوئے اور میں نے سخت زخم کھا کر گر پڑا مگر زندگی باقی تھی جو بچا۔ اس حالت بیہوشی میں دیکھا کہ حضرت قدس سرہ میرے خون وزخم کو صاف فرماتے

ہوئے تسلی دے رہے ہیں غرض خان صاحب کو جب مسجد سے اوٹھا کر مکان کو لیگئے اور دوا وغیرہ سے درست ہوگئے تو چندروز کے بعد پھر خان صاحب کو اپنے وطن جاکے مرید ہونیکا خیال ہوا اور سفر کی تیاری بھی کی گئی شب کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ خان صاحب کا ہاتھ لیکر حضرت کے ہات میں دئے اور فرمائے کہ تم ان کو داخل طریقہ کرو۔ صبح خان صاحب اپنے سفر کے قصد سے باز آکر حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب کا واقعہ بیان کرکے مرید ہوئے۔

نجانت خان قلعدار کی حضرتؒ سے بیعت:

نجابت خان صاحب قلعدار کہتے تھے کہ مجھکو حضرت نہایت عزیز رکھے اور علی ہذا شیخ جی حالی صاحب بھی مجھ پر شفقت فرماتے تھے جب تک میں کسی کا مرید نہیں ہوا تھا جو کہ ایسی دو بزرگوں کی شفقت تھی اس لئے سونچا کرتا کہ کن بزرگ کا مرید ہوں ایک شب خواب میں دیکھا کہ شیخ جی حالی صاحب نے مجھ کو مرید کرنیکا قصد فرمائے ہیں اس جگہ حضرت بھی موجود تھے اور حضرت شیخ جی حالی صاحب سے فرمارہے ہیں کہ آپکے تو بہت لوگ مرید ہیں ان کو چھوڑ دیجے کہ میں ان کو داخل طریقہ کرتا ہوں۔

حضرت کے فرمانے سے شیخ جی صاحب نے میرا ہاتھ چھوڑ دیئے فرمائے کہ خیر آپ ہی داخل طریقہ فرمادیں۔صبح خان صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کے داخل طریقہ ہوئے۔

حضرتؒ کی دعا سے شاکر بیگ کی موت کا ٹل جانا:

شاکر بیگ صاحب جو کہ نواب سکندر جاہ بہادر کے کوکا تھے اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں شکایت اسہال سے سخت بتیاب ہوگیا تھا کہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ وقت نصف شب کے پورے علامات موت کے مجھ میں ظاہر ہوگیں اور ہاتھ پانوں کے انگوٹھے باندھکر چادر اوڑا دئے اور انتقال کی کیفیت حضرت کے پاس روانہ ہوئی حضرت نے سنکر ارشاد فرمایا کہ صبح تجہیز وتکفین میں آنا ہوگا ۔ اب بعد تین پہررات کے تن بیجان میں میرے حرکت پیدا ہوئی اس حرکت خلاف عادت پر لوگ متحیر ہو کر انگوٹھے کھول دئے بعدہ میں نے خود ہی منہ سے چادر ہٹا کر ہوش میں آیا۔

صبح کو حضرت قدس سرہ اور مولوی اللہ والے صاحب تشریف فرما ہوئے تو مجھ کو زندہ پائے حضرت قدس سرہ میرے پاس تشریف فرما ہوئے تو میں نے حضرت سے اپنی اس وقت کی سرگذشت کو عرض کرنا چاہا تو حضرت نے آہستہ سے منع فرمایا دوبارہ پھر حضرت سے متوجہ ہو کر عرض کرنیکا قصد کیا تو پھر حضرت نے منع فرمایا تیسرے مرتبہ جب کہنے کا قصد کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوا فقیر موجود تھا ہماری زندگی تک اس کیفیت کو خفیہ رکھنا جب تو وہ خاموش ہوئے۔

بعد وصال حضرت قدس سرہ کے شاکر بیگ کہتے تھے کہ میری روح کو آسمان اول ودوم وسیوم سے ملائیک لیکے گذرے وہاں حضرت کو میں نے دیکھا کہ سانبر کے چمڑی کا کرتہ پہنے ہوئی کھڑے ہوئے تھے اور غیب سے آواز ہوا کہ اسکو چھوڑ دو جس سے پھر میری جان عود کی۔

ف: اس قسم کے کرامات اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی ، اور حضرت نظام الدین اولیا اورنگ آبادی وغیرہ اولیاء اللہ سے احیائے موتیٰ باذن اللہ

صادر ہوئے اگر چہ قضائے مبرم نہیں ٹلتی مگر قضائے معلق کا ٹل جانا دعاءِ اولیاءاللہ وکرامات سے جو کہ باذن اللہ ہوتا ہے وہ محال نہیں اگر محال کہا جائے تو خرق عادات وغیرہ جو خلاف عادت وعقل کے صادر ہوتے ہیں جس کا ثبوت بالا جماع مسلم ہے لغو ہوجاتا ہے حالانکہ انکار کرامات اولیاءاللہ کفر ہے معاذ اللہ۔

حضرتؒ کا مرتبہ ولایت :

غلام جیلانی خان بدری ایک بار خواب میں دیکھے کہ ایک دروازہ عظیم الشان پر ایک پر تکلف پردہ پڑا ہوا ہے اس دروازہ پر ایک ذوالفقار لگی ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے لوگوں نے کہے (کہا) کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا محل ہے اس وقت ایک طرف سے آواز آرہا تھا کہ مولوی شجاع الدین اس زمانہ کے شیخ الاسلام اور قطب ہیں ہر چند میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی کہنے والا نظر نہیں آیا صبح خان صاحب حضرت کے (کی) خدمت میں حاضر ہوکر خواب کا واقعہ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت قدس سرہ نے فرمایا (معلوم ہوا) دوسرے بار پھر کہنے کا ارادہ کئے تب بھی آپ نے اسی طرح فرمایا (معلوم ہوا) تیسری مرتبہ پھر جب کہنے کا قصد کئے تو فرمائے خبردار ہماری زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا چنانچہ بعد وصال آپ کے انہوں نے سارا واقعہ کو بیان کیا۔

حضرتؒ کا اپنی پوتری کو پابند شریعت بنانا:

میر حیدر علی صاحب والد جناب پادشاہ صاحب کے حضرت سے عرض کئے کہ ہماری اور آپ کی قدیم سے قرابت ہے اگر حضرت کی پوتی یعنی صاحب زادی حاجی عبداللہ صاحب کی پادشاہ صاحب کو منسوب ہوتو مناسب ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ امیر اور میں فقیر یہ کس طرح ہوسکے گا مگر میر صاحب بضد ہوتے رہے ۔حضرت نے قبول فرما کے نسبت مقرر فرمادیے اور شادی بھی ہوگئی۔

چونکہ حضرت کے خاندان میں مستورات مِسّی نہیں لگایا کرتے اس لئے دولہن نے مسی نہیں لگائی اس پر ان کے خوشدامن مِسّی لگانے کو بضد ہوا کرتے ایک بار میر صاحب کے قرابت داروں میں تقریب شادی کی تھی اسلئے خوشدامن نے دولہن کو جبراً مِسّی لگا کر شادی میں لے گئے اسی شب کو دلہن کے خواب میں حضرت قدس سرہ آکے اس زور سے ہوٹوں کو مٹروڑ دیئے کہ ہونٹ ورم کرگئے اور فرمائے کے کیوں مِسّی لگائی ہو معلوم نہیں منع ہے صبح کو جو بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر ورم تھا جب سے دلہن نے کبھی مِسّی نہیں لگائی۔

ف : یہ کمال تقوی کا باعث ہے اس لئے کہ دانتوں پر مسی جمی رہنے سے ازالہ جنابت پوری طہارت سے نہیں ہوسکتا حالانکہ ازالہ جنابت اصل بدن سے فرض ہے۔

ادائے قرض میں حضرتؒ کا دستگیری فرمانا:

غلام رسول بیان کرتے تھے کہ ایک ساہوکار اپنے والد کے کارخانہ میں اس طرح کل امورات میں حاوی ہوگیا تھا کہ بدون معرفت اسکے دادوستد یعنی لین دین نہیں ہوتا جب والد کا انتقال ہوا تو میرے سے اس نے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ پیش کیا ہر چند میں نے اس کو کارخانہ سے علحدہ کرنا چاہا مگر نہ ہوسکتا تھا اخر حیران ہوا کہ الٰہی اتنی رقم کثیر کس طرح ادا ہوگی مجبور ہوکر حضرت سے کل حقیقت کو عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم مزارات اولیاء اللہ سے استمداد چاہو اور پھول چڑھایا کروان کی امداد سے تمہاری حاجت برآئیگی چنانچہ ویسا ہی چند روز تک مزارات مقدسہ کی زیارت کرتا رہا مگر وقت نہیں آیا تھا عندیہ پورا نہیں ہوا حاضر ہوکر حضرت سے عرض کیا کہ حضور ابھی تک غنچہ امید نہ کھلا اپنے ارشاد فرمایا اب زندہ بزرگوں سے جو کہ بلدہ میں موجود ہیں استمداد چاہو۔ ویسا ہی بزرگوں کے خدمت میں جاکر استمداد چاہتا رہا چند

روز تک یہ بھی حالت گذری مگر وہی وقت کی انتظاری رہی ایک روز حضرت قدس سرہ میرے مکان پر تشریف فرما ہوئے تو بعد تناول فرمانے طعام کے بے ادبانہ عرض کے کہ آپ کے مطابقِ حکم کے مزارات مقدسہ سے پھر بزرگواران موجودین سے استمداد چاہا کیا آپ میں اتنی قوت وتاثیر نہیں ہے جس سے میرا مقصد برآئے اور جا بجا مجھ کو پھرائے یہ سنکر ارشاد فرمائے کہ سنو غلام رسول تم کو ایک مثال بتلاتا ہوں کہ جب تک گھڑے میں پانی ہلتا رہتا ہے اس میں صورت برابر نہیں دکھلائی دیتی جب پانی کی حرکت موقوف ہوجاتی ہے تب صورت برابر نظر آتی ہے یہ سنکر عرض کیا شاید آپ خیال فرماتے ہیں کہ مرا اعتقاد متزلزل ہے جو کہ جابجا گیا ہوں حالانکہ آپ کے حکم سے گیا ہوں سنئے حضور اب تک کل کاموں کا بوجھ جو کہ میرے گردن پر تھا اب سے آپ کے گردن پر رکھا۔ حضرت قدس سرہ یہ بے ادبانہ سخن سنتے ہی ردائے مبارک کو کاندسے پر ڈال کر اٹھے میں نے حضرت کا جبہ پکڑ کر عرض کیا کہ آپ میرا جواب ادا نہیں فرما کے تشریف لیجاتے ہیں اس پر ارشاد فرمائے کہ جب تم نے اپنا بوجھ میرے (میری) گردن پر رکھے ہیں تو پھر تم کو کیا فکر ہے اور تشریف فرما ہوئے ، اس اعتقاد نے ان کے یہ اثر پیدا کیا کہ پورے چالیس روز نہیں گذرے تھے کہ کل قرض بھی ادا ہوگیا اور جملہ کارخانہ میرے قبضہ میں حسب عندیہ آگیا اور وہ ساہوکار بھی علحدہ ہوگیا۔

سجادئہ بارگاہ نائب رسولؒ کا حضرتؒ سے بیعت کرنا:

آپ رحمت آباد کو واسطے زیارت حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے جو کہ دادا پیر ہوتے ہیں تشریف فرما ہوئے جب رحمت آباد ایک روز کی راہ پر رہ گیا اس

شب کو درگاہ کے نقارچی لوگ خواب میں دیکھے کہ ایک بزرگ مقدس مسافر رحمت آباد میں داخل ہو رہے ہیں دوسرے روز وہ نقارچی نوبت نوازی میں مشغول تھے کہ حضرت بھی ان کے روبرے سے تشریف فرما ہوئے اب یہ آپس میں اس خواب کی تعبیر کا بعینہٖ واقعہ معائینہ کر کے حضرت سے مشرف ہوئے اورسب کے پہلے یہی مرید ہوئے ان کے بعد جناب رحمت میاں صاحب سجادہ درگاہ معہ اپنے محل کے مرید ہو کر خلافت سے ممتاز ہوئے۔

حضرتؒ کا احوال باطن سے باخبر ہونا:

ایک شخص حزب البحر کی اجازت حضرت سے لئے اور جن جن مقام پر کہ نیت تسخیر یا ہلاک عدو بر لد حاجات کرنا ہے وہ بھی معلوم کر لئے وہ کہتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ حضرت کے نزدیک تو اُمراء معُززین سب حاضر ہوتے ہیں حضرت ہی کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کرنا مناسب ہے جس سے سب کچھ حاصل ہونا ممکن ہے اسلئے وہ شخص حضرت کے تسخیر کی نیت سے عمل شروع کئے حضرت جلدی سے صحن میں تشریف فرما ہو کے ان سے آہستہ ارشاد فرمائے کہ (فقیر کی چھری فقیر پر ہی صاف کرنا چاہتے ہو) بمجرد سُننے کے وہ شخص اس خیال سے نادم و پشمان ہو کر آپ کے اطلاع احوال باطن سے جو کہ اس وقت ہو متحیر ہوئے اور پھر کبھی حضرت کی تسخیر کا خیال نہیں کئے۔

واقعہ :-ایک روز حضرت قدس سرہ حوض پر وضو کر رہے تھے اور بھینسہ کے قاضی کے فرزند جولڑ کے تھے اسوقت وہ بھی کھڑے تھے آپ نے ارشاد فرمایا (ارے) اس کے تیسرے روز حضرت نے بہت سے شخصوں کو اطلاع کروائے کہ آج ایک بزرگ کی فاتحہ ہے آپ لوگ آکر شریک ہویں اور زیارت کا سامان بھی حضرت ہی نے منگوائے جب ختم شروع ہوا تو لوگوں نے میت کا نام حضرت سے پوچھے اس پر ارشاد فرمائے کہ میں ان کا نام لے لیتا ہوں اوراس ختم کا ثواب بھی بخش دیتا ہوں غرض ختم کے بعد سب لوگ متحیر ہوئے کہ آج کن بزرگ کی زیارت حضرت نے فرمائے ہیں اب وہ قاضی صاحب کے فرزند کو حضرت نے کلمات تسلی آمیز اس طرح فرمانا شروع کئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انہیں کے اقربا میں سے انتقال کئے ہیں اور پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دور تک تشریف فرما ہوئے اُس روز اِس واقعہ سے سب لوگ متحیر ہوئے ان کے چچا نے گمان کئے کہ شائد بھینسہ میں کسی کا انتقال ہو گیا ہے اور تاریخ بھی لکھ رکھے پانچویں یا چھٹے روز ان کے والد انتقال کی کیفیت کا خط بھینسہ سے آیا اس وقت اس مجلس ختم کی حقیقت مکاشفی سب کو معلوم ہوئی۔

حضرتؒ کا جنّات کی دعوت فرمانا:

بچو لعل مصدی راجہ رام بخش کے بیان کرتے تھے کہ ایک روز میں ہاشم علی خان پوتے فتح الدولہ کے مکان پر گیا

تھا۔ اتنے میں حضرت قدس سرہ بھی وہاں تشریف فرما ہوکر خان صاحب سے فرمائے کہ چلئے ہم تم کو تماشا بتلاتے ہیں چنانچہ خان صاحب اور غلام مصطفیٰ صاحب اور میں حضرت کے ہمراہ ہوکر بی بی کے چشمہ کو پہونچے وہاں حضرت ایک میدان میں تشریف رکھ کر ہم تماموں کے اطراف ایک خط بطور حصار کھینچ دئے اور آپ وظیفہ میں مشغول ہوئے اس کے بعد میدان وسیع میں بہت سے لوگ جمع ہونے لگے اور صفائی ہونی شروع ہوئی پھر پانی کا چھنکاؤ ہوکے فرش بچھا دیا گیا اور سواریاں آنے لگی بعدہ ایک سواری بڑی تکلف سے آئی معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکا پادشاہ تھا، وہ اہل سواری اور پادشاہ آکے اس فرش پر بیٹھ گئے بعدہ عطر تقسیم ہوا اور پھول بھی تقسیم ہوئے بعدہ سب وہ لوگ برخواست ہوئے اور وہ فرش بھی اٹھالیا گیا، اور وہی میدان خالی تھا جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے اس نادر واقعہ کی حقیقت کو حضرت سے پوچھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جنات تھے اور وہ ان کا بادشاہ تھا جو کہ تکلف سے آیا تھا میں نے ان کی دعوت کیا تھا اس لئے وہ آئے تھے۔

طالب کی اہلیت کے مطابق حضرتؒ کا تعلیم دینا:

سید عبداللہ صاحب بروم پوتے سید علوی قدس سرہ کو ریاضت چلہ کشی کا نہایت شوق تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شب کو میں تخت پر مسجد کے وظیفہ پڑھتا ہوا بیٹھا دو پہر رات کو دیکھا کہ حضرت قدس سرہ تہجد کے نماز سے فارغ ہوکر مسجد کے لب زہ پر تشریف فرما ہوئے اس وقت حضرت کا چہرہ ایسا منور دکھلائی دیا جس کی روشنی صحن وغیرہ میں ہوگئی اتنے میں باہر سے ایک بزرگ آئے تو ان کا بھی چہرہ ویسا ہی منور تھا اب حضرت اور وہ بزرگ دیر تک ہم کلام ہوکر وہ بزرگ باہر چلے گئے اور حضرت جوں جوں ادھر کو بڑتے وہ چہرہ کی روشنی کم ہوتی جاتی جب میرے روبرو تشریف فرما ہوئے تو آپ کا چہرہ اصلی حالت پر تھا اس نادر واقعہ سے یقین کرلیا کہ جو کچھ اب خواستگاری حصول مقصد کیلئے کیجائے خالی نجائیگی مناسب ہے کہ بدون سرفرازی حاصل کے حضرت کو نہ چھوڑا چاہیئے۔

غرض حضرت سے ملتجی ہوا کہ اس وقت آپ کا اور وہ بزرگ کا چہرہ اس قدر منور ہونے اور باہمی مکالمہ میں کیا اسرار تھا آپ مجھ کو فرماویں اور نعمت دوجہانی سے سرفرازی بخشیں یہ سنکر حضرت نے اس واقعہ سے لاعلمی بیان فرمائے مگر میں نے دامن کو نہ چھوڑا اور برابر اصرار کرتا رہا مگر حضرت وہی لاعلمی بیان فرماتے رہے اخر میرے سخت اصرار پر ارشاد فرمائے کہ (ابھی تمہاری عمر اس معاملہ (کے) سمجھنے کی نہیں ہے جب چالیس سال کی ہوگی اس وقت عمل کی ترکیب بتلا کر اجازت دینا ہوگا جب تو میں مجبور ہوکر آپ کا دامن چھوڑ دیا۔

حضرتؒ کا مرید کے اعتقاد کو مضبوط کرنا :

ایک روز حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہماری صورت کو خواب سے بیدار ہوتے ہی دیکھے گا وہ انشاء اللہ تعالی میٹھا کھائیگا اتفاقاً موسم گرما میں مرزا علی صاحب مسجد کے صحن میں سوتے تھے حضرت قدس سرہ نماز صبح کو وضو کر کے ریش مبارک کو انکے منہ پر چھڑک کے وہ جو بیدار ہوئے تو آپ کے جمال سے مشرف ہوئے اب ان کو اس حضرت کے ارشاد نے امتحان کرنے پر امادہ کیا اور یقین کر لئے کہ آج ضرور میٹھا کھانا ہوگا حضرت نے نماز صبح و اشراق ادا فرما کر مع مریدین مدرسہ میں تشریف فرما ہوئے یہ مرزا صاحب بھی جا کر روبرو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے مٹھائی کی ٹوکری لے آیا۔ اور بغرض تقسیم روبرو رکھ دیا جسب الحکم کے وہ تقسیم شروع ہوئی جب مرزا علی تک تقسیم پہنچی تو حضرت نے فرمایا کے مرزا علی کا حصہ مجھ کو دو آپ نے انکا حصہ لیکر رکھ دیا یہ مرزا علی پہلے امتحان کا قصد کئے بعدہ اس کے ظہور سے مطمین ہو گئے تھے اب حضرت کے لے لینے سے متحیر ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو مرزا علی مکہ مسجد میں ظہر کی نماز کے واسطے گئے وہاں بھی نماز کے بعد مٹھائی تقسیم ہوئی اس کو کھا کر مدرسہ میں آئے اور جب حضرت کے روبرو حاضر ہوئے اس وقت حضرت نے ان کے حصہ کو طاق سے نکال کر ان کو مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی یا نہیں اس وقت وہ شیرنی میں نے تم کو جو نہ دیا اس کا یہ سبب تھا کہ تم سمجھتے کہ آپ ہی صورت بتلا کر شیرنی بھی دلوائے تم کو اس وقت یقین ہوتا کہ باہر سے کہیں مٹھائی ملی ہوتی اور تبسم فرما کر ان کو صادق الیقین اس ارشاد کا فرمائے اس وقت سب کو اس واقعہ کی حیرت ہوئی۔

حضرتؒ کے فرزند کی شہادت کا واقعہ:

جب آپ کے فرزند حاجی محمد عبداللہ صاحب بہ ارادہ زیارت بزرگواران وطن کے والدین ماجدین سے رخصت لیکر روانہ ہوئے تو ان کے محل محترم نہایت رونے لگی حضرت نے ان کی حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ سنو بہو بیگم اگر حاجی عبداللہ انتقال کریں تو تمہاری کیا حالت ہوگی یہ سنتے ہی وہ خاموش ہوگئی غرض جناب حاجی صاحب زیارات سے فارغ ہو کر جب قصبہ دیونی متصل اودگیر میں مقام فرمائے وقت نیم شب نماز تہجد کیلئے بیدار ہو کر وضو کے ارادہ سے باہر جو نکلے تو بہ سبب ظلمت شب اور مقام ناواقف کے باوڑی میں گر پڑے جو اس میں جان بحق ہوئے، صبح ہمراہوں نے آپ کی لاش باوڑی سے نکال کر گل در گل کر دئے جب یہ خبر بلدہ کو پہونچی تو غلام رسول اور تمامی مریدین نے لاش منگوانے پر حضرت کے مصر ہوئے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہا گر مردہ مرحوم ہے تو خیر ورنہ افشاء راز کے وجہہ دفن کے بعد قبر کھولنا منع ہے مگر

مریدین بالکل اصرار کرتے رہے کہ حاجی عبداللہ صاحب کی لاش کو ضرور حضرت منگواویں ایک روز سب کے اصرار پر حضرت نے تہوڑی دیر مراقبہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ اب لاش منگواؤ چنانچہ لانیکے لئے لوگ روانہ ہوئے جب لاش کو نکالنے پر مستعد ہوئے تو وہاں کے روافض کہنا شروع کے کہ اب تک لاش کہاں باقی رہی جو تم لوگ نکالتے ہو غرض قبر کو کھولے تو اس گل درگل میں سے وہ لاش ایسی صحیح سالم نکلی کہ کفن تک باقی تھا صرف اس پر مٹی جمی ہوئی تھی معترض لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر اور مخلصین سجدہ شکر بجالائے۔

جب لاش کا صندوق دیونی سے بلدہ کو پہونچا اور آپ کو اطلاع ہوئی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ کو مدفن پر رکھ کر مجھ کو اطلاع کرنا چنانچہ اس روز آپ نے ظہر کی نماز پڑھ کر مدفن پر تشریف فرما ہوئے اور تمامی علما اور امرا وغیرہ کا اجماع ہوا حضرت نے مولوی اللہ والے صاحب سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں اس پر ایک مولوی صاحب نے امتحاناً کہے کہ ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے کی امامت کیسی درست ہوا گر آپ امامت فرماویں تو مناسب ہے چونکہ بعض حضرات کو آپ کا صبر و تحمل ایسے وقت دیکھنا منظور تھا اس لئے انہوں نے آپ کی امامت دیکھنا چاہا تھا مگر حضرت کا صبر و رضا بر قضا ایسی نہ تھی جو آپ بوجہ رقت قلب امامت نہ فرماتے چنانچہ حضرت ہی امامت کیلئے بڑھے جب تکبیر تحریمہ فرمائے اس وقت تمام مصلیوں کی عجیب حالت بیقراری رقت قلبی کے وجہہ سے تھی مگر حضرت بجائے خود نہایت صبر و تحمل سے امامت فرمائے ۔جب لاش کو قبر میں اتارے تو اس وقت بھی وہ مولوی صاحب نے حضرت سے کہے کہ چہرہ ملاحظہ فرماویں اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ''انشاءاللہ تعالی قیامت کے روز دیکھنا ہوگا''۔

ف : اسی کو صبر و رضا کہتے ہیں۔

حضرتؒ کا کشف:

میر فیض الدین صاحب سے منقول ہے کہ ایک شب حضرت قدس سرہ خواب سے بیدار ہو کر پوچھے کہ کتنی رات گذری ہے عرض کئے کہ نصف شب گذر چکی یہ سنکر حضرت باہر تشریف لے چلے ہم چند اشخاص بھی حضرت کے ہمراہ ہو گئے حضرت سیدھا مولوی شہاب الدین صاحب کے مکان پر جو کہ شمس الامرا بہادر کے مقبرہ کے متصل تھا تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب کا آخر وقت تھا حضرت کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہے کہ میں آپ ہی کے انتظار میں تھا اب میرا سر اپنے زانوں پر رکھیے حضرت نے ان کا سر زانو پر رکھ لیا مولوی صاحب نے حضرت کا ہاتھ لیکر اپنے قلب پر رکھ کر کلمہ پڑھنا شروع کئے اور جان شیریں کو حضرت کے زانو پر اپنے خالق کو سونپے۔حضرت صبح تک رہ کر بعد تجہیز و تکفین کے واپس ہوئے۔اس وقت حضرت کا ان کے پاس جانا صرف کشف کے (کی) وجہہ سے ہوا۔

حضرتؒ کے رکھائے ہوئے مضعفر کا کئی دن تک سالم رہنا:

جس روز حاجی محمد عبداللہ صاحب آپ کے فرزند کا نکاح ہوا اس روز حضرت قدس سرہ دولہ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوکر ایک مزعفر کا حصہ ایک مرید کے حوالہ فرما کر ایسا ارشاد فرمائے کہ جب فلاں بزرگ آویں تو یہ حصہ انکو دینا اس مرید نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں جس کو دوں آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ آیا کرتے ہیں اس مرید نے وہ حصہ لیکے ایک گیہوں کی گولی میں رکھ دیا، اس کے سترہ روز کے بعد ایک بزرگ مسجد میں آئے تو حضرت نے انکا ہاتھ پکڑ کر خواجہ میاں کے حجرہ میں لیگئے اور اس روز کے حصہ کو منگوائے اس مرید نے عرض کیا کہ میں نے ایک گولی میں رکھ دیا تھا چونکہ عرصہ بہت روز کا گذار ہے نہ معلوم درست باقی ہے یا خراب ہوگیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کاملوں کا حصہ بھی کہیں خراب ہوتا ہے لے آو غرض جب اس حصہ کو نکالے تو کسی طرح کا اس میں تغیر نہیں تھا گویا تازہ رکھا ہوا تھا آپ نے اوس حصہ کو ان بزرگ کے حوالے فرمائے اور وہ لیکر رخصت ہوئے۔

حضرتؒ کے دست مبارک سے بیمار کی شفا:

صوفی صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک شخص سخت بخار میں مبتلا تھا حضرت ان کے نزدیک تشریف لیجا کر فرمائے دیکھو صوفی صاحب اب ان کی بیماری دفع ہوجاتی ہے اور اپنا ہاتھ ان پر رکھے اس دست حق پرست کا یہ اثر ہوا کہ وہ مریض اسی وقت مرض میں افاقہ معلوم کر کے اٹھ بیٹھا اور دن بدن توانا ہوتا گیا۔

حضرتؒ کی کریم نفسی:

ایک مرید حضرت کے مسمی محمد مخدوم شمس آبادی جب کبھی حاضر ہوتے کبھی لڑکی کی شادی کبھی بسم اللہ کبھی عُسرت حالی عرض کیا کرتے حضرت ان کی سفارش کبھی نواب شمس الامرا کبھی غلام رسول کبھی مندوزی جمعدار سے کر کے ان کی حاجت پوری کراودیتے ایکبار وہ صاحب عادت کے موافق حاضر ہوکر عرض کیئے تو شاکر بیگ جو اکثر انکی اس عادت سے ناخوش رہتے تھے غصہ سے کہے کہ اس شخص سے حضرت کو بہت تکلیف ہوتی ہے جب آتا ہے ایک نہ ایک بات نئی لے آتا ہے اگر اب سے مدرسہ میں آیگا تو باہر کردونگا لوگوں نے حضرت سے اس ان کے کہنے کو عرض کیئے تو غصہ سے شاکر بیگ کو طلب فرما کر ارشاد فرمائے کہ سنو شاکر بیگ اگر مرید پیر کو رسی سے باندھ کر بازار میں فروخت کرے تو جائز ہے۔ اگر مخدوم صاحب مجھکو بازار میں بیچنا کرنا چاہے تو میں راضی ہوں تم پر کیا مشکل ہے اگر تکلیف ہو تو مجھکو ہے تم کو تو نہیں خبر دار

مخدوم صاحب کو کچھ نہ کہنا۔

ف: ہر چند یہ واقعہ متعلق کرامات یا خرق عادت کے نہیں مگر چونکہ خدمت خلق و برآمد کار ایسی عمدہ بات ہے جسکا وجود خاصان خداہی میں پایا جاتا ہے اور ایثار و کریم النفسی بھی اسی کو کہتے ہیں۔

خواجہ میاں مجذوب کا مرتبہ:

خواجہ میاں صاحب مجذوب جو فیض یافتگان اقدس سے تھے ایک بار حضرت کے حجرہ پر آ کے دروازہ ہلاتے ہوئے کہنے لگے کہ (اٹھو مکہ معظّمہ میں ظہر کی جماعت تیار ہے جا کر نماز میں شریک ہو جائینگے) حضرت قیلولہ سے بیدار ہو کر کچھ جواب نہیں دئے پھر دوبارہ خواجہ میاں صاحب آ کر ویسا ہی کہنا شروع کئے تب بھی حضرت خاموش رہے تیسرے مرتبہ جب آ کے کہنا شروع کئے اس وقت حضرت حجرہ سے باہر آ کر غصہ سے فرمائے کہ (اگر تم جاتے ہو تو جاؤ دوسروں کو کیوں ستاتے ہو) یہ سنکر خواجہ میاں ٹہلنے لگے اور غصہ سے مجذوبانہ باتیں کرنے لگے۔

حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدرسہ میں تشریف رکھے اس وقت کسی نے عرض کیا کہ آج خواجہ میاں صاحب ،حضرت سے مکہ معظّمہ جانے کو کئی بار عرض کئے اس میں کیا اسرار تھا اس پر ارشاد ہوا کہ خواجہ میاں میں قوت ہے جو بیت اللہ شریف کو تھوڑے عرصہ میں جاسکیں اور ان کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت کو تو الی باطن کی رکھتے ہیں اور اپنے کو چھپا کر دوسرے کی فضیلت و بزرگی بڑا یا چاہتے ہیں۔

حضرتؒ کیلئے چشمہ کانمودار ہونا:

مولوی عبدالباسط صاحب کہتے تھے کہ یکبار حضرت معہ مریدین کے منگل پلی کو بغرض سیر تشریف فرما ہوئے اثنائے راہ میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا آپ نے مریدین سے تلاش پانی وضو کیلئے فرمایا تو لوگ تلاش میں مصروف ہوئے مگر کسی کو بھی پانی نہ ملا وہ لوگ جستجو کر کے عرض کئے کہ کہیں پانی نہیں ملتا یہ سنکر آپ خود ہی تلاش میں نکلے اور وہاں پہونچے جہاں کہ ایک میٹھے پانی کا صاف چشمہ تھا سب لوگ متحیر ہوئے کہ کس طرح یہ چشمہ آپ کو معلوم ہوا حالانکہ ہم لوگ بہت کچھ تلاش کر چکے تھے غرض سب لوگ اس چشمہ پر وضو کر کے عصر کی نماز پڑھے۔

حضرتؒ کا ایک بزرگ کے فاقہ کو دور کرنا:

سردار علی صاحب شطاری ناقل تھے کہ ایک بزرگ دوروز تک بھوکے رہے اتفاقاً کہیں سے کھانا نہ ملا بیتاب ہو کر آصف نگر کی راہ لئے وہاں بھی کچھ نہ ملا وہاں سے قریب رات کے پھر بلدہ کا قصد کئے مگر ناتوانی کے وجہہ سے بیتاب و بیقرار ہو کر باغ کی دیوار کے نیچے بیٹھ گئے وہ بزرگ کا قول تھا

کہ دفعتاً حضرت میرے عقب سے روبرو آکر چار روٹیاں دیکے فرمائے کھالو مجھ کو چونکہ غشی تھی حضرت کی شبیہہ جلدی سے برابر نہیں معلوم ہوئی جب خوب غور سے دیکھا تو حضرت تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت کدھر تشریف فرما ہوئے ہیں ارشاد فرمائے کہ اس سے تم کو کیا کام تم روٹی کھالو فرما کر وہاں سے تشریف فرما ہوئے صبح میں نے مدرسہ میں حاضر ہو کر رات کا شکریہ ادا کیا آپ نے ارشاد فرمایا خیر جو کچھ گذرا دوبارہ یہ تذکرہ کسی سے نہ کہنا۔

واقعہ (الف) :- محمد صالح صاحب کہتے تھے کہ جب میں اپنے وطن سے آکر حضرت کے تلامذہ میں شریک ہوا چند روز کے بعد یک شب کو مجھ خیال ہوا کہ آپ کے خیر و برکت سے ہر شخص اپنا مطلب پورا کر لیتا ہے مگر اتنے روز گذرے کبھی حضرت نے مجھ کو کچھ مرحمت نہیں فرمائے حالانکہ مجھ پر خرچ کی ضرورت رہتی تھی اخر مایوس ہو کر ایک بار وطن کو جانے کا قصد کر لیا اور اسی خیال میں سو رہا صبح جب حضرت سے مشرف ہوا تو آپ تبسم فرما کر ارشاد فرمائے کہ تم مصطفیٰ صاحب داروغہ کے نزدیک جا کر اپنی حاجت بیان کرو اس وقت مجھ کو نہایت تعجب ہوا کہ حضرت کو میرے خیال پر کس طرح اطلاع ہوئی چنانچہ حسب الحکم حضرت کے مصطفیٰ صاحب سے ملاقات کر کے اپنی ضرورت بیان کیا تو انہوں نے مجھ کو ایک روپیہ دیکر کہے کہ جب تم کو کچھ ضرورت ہو مجھ سے کہہ دیا کرو اس روز میں نے اپنے سفر کے قصد سے باز آیا اور ہر مہینہ کو ایک روپیہ داروغہ صاحب سے لے لیا کرتا۔

واقعہ (ب):- وہی محمد صالح صاحب سے منقول ہے کہ ایک شب کو مدرسہ میں چراغ روشن کر لینے کیلئے جب گیا تو حضرت بحالت خواب قرآن مجید کو پوری طور قرأت فرما رہے تھے جس طرح کہ بیداری میں پڑھتے دو ساعت تک میں سنتا رہا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گویا بیداری میں پڑھ رہے ہیں،۔

واقعہ :- جناب حاجی محمد احمد صاحب چشتی بلگرامی فرماتے تھے جب حضرت مدراس کو تشریف فرما ہوئے ایک بار امیر النسا بیگم کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے تشریف لائے، مولوی عبدالکریم صاحب پیش امام نے حضرت کو امام بنائے چونکہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی صورتیں پڑھی جاتی ہیں آپ نے ان صورتوں کو نہ پڑھ کر طوال مفصل کے وہ صورتیں پڑھیں جن میں کہ پیش امام صاحب کو شبہات تھے اس واقعہ سے مولوی صاحب مناسب حال قرأت پا کر معہ سات اشخاص کے حضرت کے مرید ہوئے۔

حضرتؒ کا ارادہ نیاز پر غیب سے انتظام ہونا:

مولوی حکیم عبداللہ صاحب سے منقول ہیکہ ایک بار حضرت قدس سرہ میر محمود صاحب قدس سرہ کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے کہ اگر اس جگہ

نیاز کی جائے تو کیا خوب ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص سپاہی منش آ کر تین سو پچاس روپیہ حضرت کے روبرو رکھ کر عرض کیا کہ حضرت نیاز فرمادین سب حاضرین متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے بعدہ بعضوں نے عرض کئے کہ مدرسہ میں جا کر نیاز فرمائے تو مناسب ہے بعض لوگ وہیں نیاز کرنا مناسب جانے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری نیت تو یہیں نیاز کرنے کی ہے پھر لوگوں نے عرض کئے کہ اگر یہاں نیاز ہو تو اتنے لوگ کھانے والے کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے رزق پہنچایا وہی کھانے والے بھی پہنچائے گا اخر وہیں پخت کا سامان فراہم ہوا ب کھانا تیار ہو چکا تو قدرت خدا سے اتنے لوگ جمع ہوئے جو کہ اس کھانے کو کافی ہوئے۔

حضرتؒ کی طہارت باطنی:

ایک شب حافظ فخرالدین صاحب پیشاب کر کے بغیر دھوئے ہاتھ کے حضرت کے پاؤں دابنے بیٹھے چاہتے تھے کہ شروع کریں حضرت نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ (ہاتھ دھو کے دابو) وہ کہتے تھے کہ اس وقت مجھ کو کمال ندامت اور آپ کے اطلاع پانے پر حیرت ہوئی ہاتھ دھو کر پاؤں دابا۔

حضرتؒ کی تقسیم عادلانہ:

لعل محمد ناقل تھے کہ ایک بار ماہ رمضان میں حضور پر نور نواب ناصر الدولہ بہادر نے ایک عمدہ پیچ کی ہانڈی حضرت کے واسطے بھیجے چوبدار نے لا کر گذران دیا آپ نے اس کو پانچ روپیہ انعام دیکر رخصت فرمایا اب اس ہانڈی کو لعل محمد نے رکھنے کیلئے جب لے گئے تو ایک دو شخص ان سے تھوڑی سی مانگ لئے بعدہ مدار صاحب نے مجھ کو بھی تھوڑی دو کہ بار بار ایسی مقوی غذہ لطیف کہاں نصیب ہوتی ہے او ردوسرا ایک شخص آ کر وہ بھی مانگا اس کشاکشی سے لعل محمد نے حضرت کی روبرو اس ہانڈی کو لیجا کر رکھ دیا، حضرت نے پہلے پیر محمد کو حصہ اس میں سے نکال کر مرحمت فرمایا بعدہ سوائے ان لوگوں کے جو غایبانہ نکال لئے تھے سب کو وہ پیچ تقسیم کروائے۔

حضرتؒ کے وصال کی خبر:

سید شمس الضحی معروف بخاری صاحب سے منقول ہیکہ جس زمانہ میں کہ حضرت قدس سرہ بقصد زیارت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوئے مجھ کو بھی حضرت کے ہمرکابی کا شوق ہوا او رجب عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں حیات نگر میں کل جا کر چہار روز تک وہا ل رہوں نگا تم اپنے والدہ سے رخصت لیکر آنا چنانچہ حسب الحکم میں نے والدہ سے اجازت لے لیا مگر پھوپھی صاحبہ نے اجازت نہیں دئے جس سے حضرت کے ہمراہ رکاب رہنا نہ ہوسکا جب حضرت مراجعت فرمائے اور والدہ کے ملاقات کو آئے اس وقت میں والدہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا، حضرت کو والدہ سے قرابت قریبہ بھی تھی میرے طرف نظر فرما کر والدہ

سے ایسا ارشاد فرمایا کہ تمہارے فرزند کو زیارات کا بہت شوق ہے بہت سفر کریگا) اب اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ مجھ کو سفر کرنے کا ولولہ پیدا ہوا اخر ایک ہی لباس سے تنہا ہند کا سفر اختیار کیا اور اجمیر شریف میں جا کر زیارت خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ سے مستفید ہو کے چلہ کشی میں متعکف ہوا، اس اعتکاف میں بتاریخ چوتھی محرم ۱۲۶۵ھ روز جمعہ شب شنبہ حالت نوم ویقظہ یعنی کچھ خواب اور کچھ بیداری میں دیکھا کہ بلدہ کی جامع مسجد میں حاضر ہوں اور مسجد طرف مشرق کے معلق ہوا پر جاری ہے اور صحن مسجد کا بطور خطوط چلیپا کے ہوا میں ہے میں نے محمد اکرم سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے تو انہوں نے کہے کہ مسجد کو لے گے اب صحن کو بھی لیجاتے ہیں۔

غرض میں اس وحشیانہ خواب سے بیدار ہو کر خیال کیا کہ جامع مسجد چونکہ وسط شہر میں ہے شاید کچھ شہر پر آفت آئی ہو۔ یا حضرت کا وصال ہوا ہو۔ چند روز کے بعد چلہ سے فارغ ہو کر جب دہلی میں پہنچا تو ایک شخص مجاور روضۂ حضرت نصیرالدین چراغ دہلی سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے حضرت کی خیریت پوچھا تو کہے کہ حضرت نے چہارم محرم روز جمعہ کو انتقال فرمایا جب مجھکو اس روز کے خواب کی تصدیق ہوئی بعدہ دہلی سے خیر آباد کو پہونچا تو جناب حافظ سید محرم علی المعروف حافظ محمد علی صاحب قدس سرہ سے مشرف ہوا بہ مجرد دیکھنے کے فرمائے کہ (میر شجاع الدین صاحب کس طرح ہیں) میں نے عرض کیا کہ انکے انتقال کی کیفیت مجھکو دہلی میں معلوم ہوئی اس پر جناب حافظ قدس سرہ نے فرمایا کہ آفتاب دکن کا غروب ہوا۔

قریب انتقال کے واقعات:

چھ مہینے قبل انتقال کے ایک مرتبہ حضرت قدس سرہ غلام رسول کے مکان پر تشریف فرما تھے اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے کہ (ہم کو اپنی موت کا خیال آتا ہے) جبکہ مولوی شہاب الدین صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے فرزند وغیرہ عمدہ طہارت سے تجہیز و تکفین کئے معلوم نہیں ہماری طہارت وغیرہ کس طرح ہوگی، غرض جب حضرت کا وصال ہوا تو میر فیض الدین صاحب وغیرہ نے نہایت طہارت سے آپ کی تجہیز تکفین کئے۔

حضرتؒ کا اپنے وصال سے باخبر رہنا:

یکبار جناب میر دائیم صاحب کے فرزند جو روبرو حضرت کے کھیل رہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ معلوم نہیں ان کی بسم اللہ دیکھتے ہیں یا نہیں ایسا ہی ہوا کہ ان کے بسم اللہ کے چھ مہینے قبل انتقال فرمایا۔

حضرتؒ کا قرب وصال مریدین کے لئے دعا فرمانا:

جب آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے متجاوز ہوا تو آپ بعض مریدین کے اصرار سے بغرض تبدیل آب و ہوا غلام مرتضی کے باغ کو تشریف فرما ہوئے وہیں ایک بار بوقت نیم

شب آپنے بزبان عربی دعا فرمانا شروع کیا کہ الٰہی میرے اقربا ومریدین متعلقین کو جو کہ تیرے وحدانیت اور تیرے حبیب کے (کی) رسالت کے قائل ہیں سرخرو رکھ اور خاتمہ بخیر فرما، غرض وہاں بھی کچھ افاقہ مرض ونقاہت میں نہ ہونے سے آپ کو جامع مسجد میں لے آئے غلام رسول حاضر ہو کر عرض کئے کہ حضرت کیوں اتنا بار اس باغ کی آمد شد میں اٹھائے اس پر ارشاد فرمائے کہ تم کو معلوم نہیں کہ میں واسطے دعا اپنے اقارب ومتعلقین ومریدین ومحبّین کے شہر کے باہر گیا تھا الحمد للہ کہ میری دعا مستجاب ہوئی۔

ف: یہ آخری ادائی سنت تھی۔

حضرتؒ کے مقربین کا قبل وصال آگاہ ہونا:

چار پانچ روز قبل انتقال کے ایک بار غلام رسول خواب دیکھے کہ دیوان خانہ میں اپنے بیٹھا ہوں اور حضرت زنانی مکان میں سے باہر تشریف فرما ہوئے میں نے اٹھ کر آداب بجالایا میرا سلام لیکر جلدی سے باہر تشریف فرما ہوئے حضرت کے پیچھے بہت سے لوگ تھے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت اتنا جلدی کہاں جارہے ہیں تو کہے تم کو معلوم نہیں حضرت یہاں کے قطب تھے اب حضرت کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنی جائے پر قطب الدین کو جو پتھر گٹی پر رہتے ہیں مقرر کر کے اور خواجہ رحمت اللہ صاحب کی زیارت کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہونا اسلئے آپ جلدی سے جارہے ہیں صبح غلام رسول اس خواب کی تعبیر اس طرح ادا کئے کہ میر محمد دائم صاحب جب تشریف لائے تو حضرت کے مسند پر بٹھا کر آپ روبرو مثل دستور حضرت کے وقت کے بیٹھ کر واقعہ خواب کا بیان کئے اور کہے کہ حضرت کے مکان کی تیاری کرنا مناسب ہے چنانچہ اسی روز سے قبر کی تیاری شروع ہوئی اور بعد چہار روز کے واقعہ درپیش ہوا۔

حضرتؒ کی وصیت تدفین کے متعلق:

چہار روز قبل انتقال کے آپ نے مریدین وغیرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمارے دفن کے چار جائے ہیں (۱) ہمارا حجرہ بشرطیکہ حضور سے اجازت ہو تو اس حجرہ میں دفن کرنا (۲) دوسری جاء غلام مرتضی کے باغ میں جو کہ قبر ہماری تیار ہے اور اس میں ہم نے دو رکعت بھی پڑی ہیں، (۳) تیسری جاء میاں حاجی عبداللہ کے قبر اور مسجد کے درمیان

میں ہے۔(۴)اگرہم کومیاں محمد دائم اپنے باغ میں رکھنے کی اجازت دیں تو وہاں برکات ہونگے حاضرین نے عرض کئے کہ میاں کے ہی باغ میں جائے مقرر ہوئی ہے سنکر ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ چنانچہ اسی مقام پر آپ کا مدفن ہوا۔

قبل انتقال کی کیفیت :

تین روز قبل انتقال کے ایک مرتبہ بحالت ضعف ارشاد فرمائے کہ کوئی خوش الحان ہے اس وقت عبدالکریم خان صاحب جو موجود تھے اور خوش آواز بھی تھے آگے بڑھے اور کوئی اشعار پڑھنا چاہے اس کے بعد پھر آپ پر بیہوشی ہوگی بعد افاقہ کے دیکھ کر فرمائے کہ اب بس۔ **ف**: معلوم نہیں اول فرمانے اور بعد بس کہنے میں کیا اسرار تھا۔

وقت وصال کے آپ بے ہوش تھے اس وقت میر حامد علی صاحب نے جو آپ کے قرابت دار تھے خیال کئے کہ ایسے شیخ ہوکر کلمہ کا ورد نہیں فرماتے معاً اس خیال کے آپ نے بہ آواز بلند کلمہ کا ذکر شروع فرمایا اور روح مطہر بشارت یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية :پر اپنے خالق کو چہارم محرم ۱۲۶۵ھ میں سونپا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ....

محدثین بیان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام کی شہادت پر نہ صرف دنیا روئی، زمین و آسمان نے بھی آنسو بہائے، شہادت حسین پر آسمان بھی نوحہ کناں تھا انسان تو انسان جنات نے بھی مظلوم کربلا کی نوحہ خوانی کی۔ محدثین بیان کرتے ہیں کہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے وقت بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے خون نکلا، شہادت حسین کے بعد ملک شام میں بھی جس پتھر کو ہٹایا گیا اس کے نیچے سے خون کا چشمہ ابل پڑا۔ محدثین کا کہنا ہے کہ شہادت حسینؓ پر پہلے آسمان سرخ ہوگیا۔ پھر سیاہ ہوگیا۔ ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے یوں لگتا تھا جیسے کائنات ٹکرا کر ختم ہوجائے گی یوں لگا جیسے قیامت قائم ہوگئی ہو دنیا پر اندھیرا چھا گیا۔

حضرت قطب الہند کے شیوخ اور ہم عصر مشائخ: ایک اجمالی تعارف

از: پروفیسر محمد عبدالحمید اکبری، صدر شعبہ اردو، بندہ نواز یونیورسٹی کلبرگی

حضرت قطب الہند ، غوثِ دکن علامہ میرشجاع الدین صاحب قُدِّسَ سرہٗ کی ولادت 24 رمحرم الحرام 1191ھ برہان پور میں ہوئی۔ حضرت اپنے والدِ بزرگوار کے حضرت میر کریم اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے اکلوتے فرزند تھے۔فرزند دلبند کی ولادت کے تیسرے سال ہی 12 رمحرم 1194ھ کو بروز جمعہ حضرت میر کریم اللہ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ حضرت قطب الھند کی پرورش اور تعلیم وتربیت آپ کے نانا محترم حضرت سید خواجہ صدیق صاحب المعروف بہ غلام محی الدین علیہ الرحمہ نے اپنے ذمہ لے لی۔ جو بذاتِ خود ایک قابل ادیب اور کامل بزرگ تھے۔آپ نے اپنے ہونہار اوراکلوتے نواسے کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام رکھا۔صرف ونحو کے علاوہ دوسرے علوم مروجہ کی درسی کتابیں پڑھائیں ۔ برہان پور کے دیگر علماء وفضلاء سے بھی تعلیم دِلوا کر کم سنی ہی میں حضرت قطب الھند کو لائق و فائق بنا دیا۔آپ کے نانا محترم مولانا غلام محی الدین نے رضائے الٰہی کے تحت 15 رشوال المکرّم 1206ھ بروز یکشنبہ وفات پائی۔حضرت قطب الھند نے 15 سال کی عمر تک حفظِ قرآن اور تجوید کی تکمیل فرمالی تھی۔کتابوں کے مطالعے سے اُن کے مطالب ومفاہیم تک ان کی رسائی بآسانی ہوتی۔

اُردو ، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں حضرت قطب الہند کو کمال حاصل تھا۔آپ نے ان تینوں زبانوں میں اپنے رشحاتِ قلم یادگار چھوڑے ہیں۔نظم ہو کہ نثر اپنی تحریری کاوشیں صبحِ قیامت تک مشعلِ راہ ثابت ہوتی رہینگی۔ متعدد رسالے، خطبات اور غزلیات کا ذخیرہ علمی، ادبی، روحانی طور پر پیش کیا ہے۔جن کے اُردو ترجموں کے ذریعے موجودہ سجادہ نشین حضرت آصف پاشاہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

فقہ حنفی پر حضرت کا منظوم رسالہ ''کشف الخلاصہ'' کے نام سے معروف ہے۔جس میں فقہ

حنفی کے تحت مسائلِ وضو، نماز، تراویح، نمازِ عیدین ، زکوٰۃ ، روزہ، حج اور قربانی وغیرہ پر نہایت سہل انداز میں احکامِ اسلام بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب ''کشف الخلاصہ'' بارگاہِ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ میں مقبول ہوچکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصنیفات میں ،جوھر النظام (عربی) خطبات (عربی) رسالہ رؤیت ، رسالہ فوائد جماعت ، رسالہ جبر و قدر، رسالہ سماع ، رسالہ احتلام، فارسی میں ہیں جب کہ رسالہ علم القرآت ، کشف الخلاصہ اُردو زبان میں تحریر کیے گئے ہیں۔

نانا محترم حضرت غلام محی الدین علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد کوئی سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں حجِ بیت اللہ اور زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ بعدہٗ نواب فتح الدولہ کی گزارش پر حضرت قطب الہند حیدر آباد تشریف لائے جہاں آپ نے سند حدیث مولانا مولوی عزت یار خان محی الدولہ صدر الصدور سے حاصل کی اور علمی و دینی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔

صوفیہ کرام کے یہاں باطنی تربیت کے لیے شیخِ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے، حضرت میر شجاع الدین حسین قادری علیہ الرحمہ کو بھی قلبی اشارہ اور باطنی روحانی میلان ہوا کہ حضرت سید رحمت اللہ نائب رسول علیہ الرحمہ سے بیعت لے لیں۔ رحمت آباد پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ایک ہفتہ پہلے ہی حضرت نائب رسول رحلت فرما گئے۔ مزید ہفتہ بھر آپ نے اسی جگہ اذکار و اشتغال میں مصروف رہے۔ اسی دوران حضرت نائب رسول نے آپ کو باطنی اشارہ فرمایا کہ آپ حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری محدثِ کبیر کی صحبتِ فیض درجت میں حاضر ہو جائیں۔ پھر حضرت قطب الہند نے قندھار مہاراشٹر حاضر ہو کر اکتساب فیض کیا۔ کوئی چھ ماہ شاہ رفیع الدین قندھاری کی خدمت میں گزارے۔ اس طرح حضرت قطب الہند کو محدثِ کبیر شاہ رفیع الدین قندھاری نے قادری ، چشتی ،نقش بندی اور رفاعی سلسلوں میں بیعت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت قطب الہند نے حیدر آباد میں ایک غیر آباد مسجد کو آباد کیا اور تعلیم کے لیے مدرسہ بھی قائم کیا۔ حضرت کی بزرگی ،تقویٰ و پرہیزگاری کا شہرہ ہوا تو عوام وخواص علماء صلحاء ،اُمراء و نواب ملاقات کا شرف حاصل کرنے حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے

رہے۔ حضرت قطب الہند کے دستِ حق پرست پر بے شمار لوگوں نے بیعت کی اور تقریباً 55 ہزار اُمت دعوت نے آپ کے ہاتھ پر اِسلام قبول کیا۔

سید عبید اللہ قادری المعروف بآصف پاشاہ حفیدۃ الشیخ علیہ الرحمہ کے الفاظ میں: ’’قطب الھند غوث الدکن الحافظ السید میر شجاع الدین القادری قُدس سرہٗ العزیز وَھُوَ وَلِیٌّ کَامِلٌ وَ قطب و صوفی مَعَ ذٰلِکَ اَنَّہٗ عالمٌ فی العلوم الظاھرہ وَ ھٰکذا اَنَّہ مفسرٌ مُحدثٌ ،فقیہٌ وَ اَدیبٌ وَ شاعرٌ و مُصلحٌ لِقَومٍ‘‘

محفل میلاد اور قصیدۂ بردہ شریف کے ابتداء کار صاحب کشف و کرامات ، اخلاق میں نبوی مزاج کے پیکر، محبتوں کے سمندر، مُریدوں معتقدوں کے دل بر، خلفاء کرام و شہزادگانِ والا شان کے رہبر حضرت قطب الھند بآواز بلند کلمۂ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے بمصداق بشارت اِلٰہیہ یَا اَیَّتُھَا النَّفُسُ الْمُطْمَئِنَّہ oاِرجِعِی اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّہo پر اپنی جان 3 رمحرم الحرام 1365ھ کو جانِ آفریں کے سپرد فرمادی۔

حضرت قطب الھند کے شیوخ:

حیدرآباد دکن اپنے علمی، ادبی اور روحانی اثرات اور خدمات کے پیشِ نظر، ہندو بیرونِ ہند میں مشہور و متعارف ہے۔ یہاں کی سرزمین علمائے ربانیین اور مشائخین ذوی الاحترام سے کبھی تہی دامن نہیں رہی۔ حضرت قطب الہند میر شجاع الدین حسین قادری علیہ الرحمہ جو خود بہت کم عمری میں علوم وفنون حاصل کر چکے تھے، 26/25 سال کی عمر میں حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ ان کی عبادت، زہد وتقویٰ اور علمیت کا شہرہ سن کر امراء، علماء صلحاء اور طلبہ حضرت کی خدمت میں حاضر آ کر فیض حاصل کرتے تھے۔ حضرت قطب الہند علم ظاہری کے حامل و عامل تھے ہی تھے لیکن علم باطن کا داعیہ جب ان کے دل میں پیدا ہوا تو تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے لیے پہلے تو حضرت خواجہ رحمت اللہ رحمت آبادی نائب رسول علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن کچھ دن پہلے ان کا وصال ہو چکا تھا پھر آپ حضرت نائب رسول علیہ الرحمہ کی روحانیت سے رجوع ہوئے تو حضرت نے شاہ رفیع الدین علیہ الرحمہ کی طرف ان کی توجہ

مبذول کروائی۔ اس طرح حضرت قطب الہند کے روحانی شیوخ میں حضرت شیخ العرب والعجم محدث کبیر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قندہاری علیہ الرحمہ کومقامِ بلند حاصل ہے۔حضرت محدث کبیر شاہ محمد رفیع الدین قندہاری نے اپنے علم وعمل کے ذریعے نہ صرف ملکِ ہندوستان بلکہ ملک عرب میں بھی روحانیت کوعام کیا۔

آپ کی ولادت 19/ جمادی الثانی 1164ھ کوقندہارشریف میں بعدنماز فجرعمل میں آئی۔حضرت حاجی سیاہ سرورمخدوم علیہ الرحمہ کے اشارۂ منامی کےتحت آپ کا نام غلام رفاعی عرف محمد رفیع الدین رکھا۔بچپن ہی سے چہرہ مبارک سے بزرگی کی علامات ظاہرتھیں اورحاجی سیاہ سرور مخدوم قندہاری علیہ الرحمہ سے آپ کی نسبت و وابستگی بہت مضبوط تھی۔تحصیل علم کے لیے بحکم حاجی سیاہ سرورمخدوم علیہ الرحمہ اورنگ آباد میں حضرت مولانا قمرالدین نقشبندی اور دیگر علمائے اورنگ آباد سے 9 سال تک اکتساب فیض کرتے رہے۔مدینہ منورہ کے دوران قیام اپنادرسِ حدیث مسجد نبوی میں جاری رکھا۔وہاں کے کئی حضرات نے ان کے درس میں شامل ہوکر سند حدیث لی۔ حضرت علامہ محدث یوسف نبھانی جیسے شیخ الحدیث فی جامعۃ الازہربھی شاہ رفیع الدین قندہاری سے سندحدیث حاصل فرمائی ہیں۔

حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری حضرت شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ فاروقی کے والدِ بزرگوار کے نانامحترم ہیں اورخودان کے دادا پیر بھی ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں مولانا عبدالباقی فرنگی محلی نے بھی سندحاصل کی۔سلسلۂ اشرفیہ کے معروف بزرگ حضرت سید اشرف حسین اشرفی نےبھی سندحدیث لی۔

شاہ رفیع الدین قندھاری نے علم باطن، تزکیہ نفس وغیرہ کے لیےحضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول کے دستِ اقدس پر بیعت فرمائی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔زیارت حرمین شریفین کے بعد آپ نے قندھارشریف میں خانقاہ بنام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ،حضرت سیدناغوث الثقلین اور حضرت سیدنا شاہِ نقش بندقدس سرھم تعمیرکروائی جہاں سے لاکھوں بندگانِ خُدا کودرس توحیدورسالت حاصل ہوا اوراللہ رب العزت کی معرفت کے جام پلائے

گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت محدثِ کبیر کے فیضان سے مستفید ہونے کا شرف بخشے۔ آمین

آپ کی تصانیف میں (۱) ثمرات المکیہ (۲) انوارالقندھار (۳) تذکرۂ نو بہار (۴) راحت الانفاس (۵) رسالہ اجازت نامہ (۶) رسالہ چشتیہ (۷) رسالہ نقش بندیہ (۸) تحفۃ البدیع وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) حضرت خواجہ محمد صدیق عرف مولوی غلام محی الدین صاحب علیہ الرحمہ برہان پور کے وزراء ، رؤسا وعلماءِ وقت مولوی غلام محی الدین صاحب سے ملنے آتے تھے آپ حضرت قطب الہند علیہ الرحمہ کے نانا محترم ہوتے ہیں، جو جامع مسجد برہان پور کے متولی تھے اور بڑے عالی خاندان سے تھے۔ برہان پور کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ 1137ھ میں ولادت ہوئی۔ حصول علم کے بعد بڑے ادیب، کامل ، قابل اور جید عالم بزرگ تھے۔ حضرت قطب الہند کی تعلیم اور تربیت میں ان کا اہم حصہ رہا۔ ابتدائی تعلیم حفظِ قرآن ، تجوید اور تفسیر قرآن وغیرہ سکھائی۔ ان کے علاوہ دوسرے فاضل علمائے کرام سے بھی تعلیم و تربیت دلوا کر کم عمری میں انہیں عالم و فاضل بنا دیا۔ مولوی غلام محی الدین علیہ الرحمہ نے 15 رشوال المکرّم 1206ھ کو وصال فرمایا اُس وقت حضرت قطب الہند 15 رسال کے تھے۔ (۳) نواب عزت یار خان بہادر محی الدولہ صدر الصدور حضرت قطب الہند کے شیوخ میں شامل ہیں اس طور پر کہ آپ نے صحاح ستہ کی سند مولانا مولوی عزت یار خان محی الدولہ صدر الصدور سے حاصل کی۔ زیادہ تفصیلات نہیں مل سکیں۔

حضرت قطب الھند علیہ الرحمہ کے ہم عصر مشائخ:

معاصرینِ قطب الہند میں مشائخ ذی الاحترام کے ساتھ حضرت کے خلفاء اور شہزادگان بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ چند ہم عصر مشائخ کے نام ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمہ (۲) مولانا قاضی محمد شجاع الدین قادری علیہ الرحمہ (۳) سید غلام علی شاہ قادری (۴) شیخ جی حالی (۵) سید پرورش علی بادشاہ حسینی علیہ الرحمہ (۶) حضرت محمد زماں خان شہید (۷) سید شاہ نورالدین قُمیصی (۸) حضرت عبدالکریم بدخشانی (داماد) (۹)

حضرت شاہ موسیٰ قادری (۱۰) حضرت رحمت میاں سجادہ بارگاہ نائب رسول

متذکرہ بالا ہم عصر مشائخ کرام کا اجمالی تذکرہ:

(۱) حضرت سید شاہ معین الدین حسینی المعروف شاہ خاموش علیہ الرحمہ:

آپ کی ولادت 1204ھ کو بیدر (کرناٹک) میں ہوئی۔ حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ کے برادر بزرگ حضرت سید چندن حسینی علیہ الرحمہ کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ خاموش ایک ایسی بزرگ اور قابلِ احترام مشائخ سے ہیں جنہوں نے دین و ایمان کے استحکام اور خانقاہی نظام کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت کو شاعری سے بھی شغف حاصل تھا جو عشق رسول اور معارف وحقائق کے اظہار کے لیے وقف تھا۔ آپ کے کلام میں روحانیت اور تصوف کی تعلیمات کا ذکر ملتا ہے

شاہانِ آصفیہ حیدرآباد کے عطیات کو قبول نہیں کیا۔ تاریخی مکہ مسجد کے عقب میں ایک کچے مکان کو ترجیح دی جو آج خانقاہِ مکہ مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت نے تجرد کی زندگی بسر کی اور 4/ذی قعدہ 1288ھ کو وصال فرمایا۔ حضرت قطب الھند کے وصال 1265ھ کے وقت حضرت شاہ خاموش کی عمر 61 سال تھی۔

(2) مولانا قاضی حافظ ابومحمد شجاع الدین فاروقی قادری علیہ الرحمہ:

آپ بانی جامعہ نظامیہ حضرت مولانا شاہ محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کے والدِ بزرگوار ہیں اور حضرت قطب الھند علیہ الرحمہ کے پیر بھائی ہوتے ہیں۔ آپ نہایت متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب 38 واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے علاوہ حضرت بانی جامعہ نظامیہ نے اپنے والدِ گرامی سے سلوک کی تکمیل کی۔ حضرت حافظ ابومحمد شجاع الدین علیہ الرحمہ وحیدِ عصر، بلند پایہ عالم دین اور صاحبِ ورع شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ ولادت اور وفات کی تاریخ نہیں مل سکی۔

(3) سید غلام علی شاہ قادری علیہ الرحمہ : آپ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری کے بڑے فرزند تھے۔ سلسلۂ نسب حضرت غوث اعظم قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔علم ظاہری کے حصول کے بعد علوم باطنی و معارف معنوی کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ انسانِ کامل کے مصداق صوفی وعارف تھے۔

تقریر وتحریر میں مُنشیِ بے بدل اور حقائق و معارف میں عارفِ بے مثیل تھے۔ عالم و فاضل اور شاعر کامل تھے۔ 22/ جمادی الاولیٰ 1258ھ کو حیدرآباد میں وصال ہوا۔ رحلت کی تاریخ نام مبارک سے استخراج کی ۔ مادۂ تاریخ ''غلام علی الولی'' ہے۔(1258ھ) ولادت کی تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔ان کے وصال کے وقت حضرت قطب الہند کی عمر بابرکت 67 سال تھی۔

(4) شیخ جی حالی علیہ الرحمہ: حضرت شاہ محمد قاسم عرف شیخ جی حالی قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسب حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد غلام محمد بن کبیر انصاری درویش سیرت اور نیک خصلت واقع ہوئے تھے۔آپ کی ولادت 1175ھ ضلع فتح آباد کے ایک قصبے میں ہوئی۔ دس بارہ سال کی عمر میں ختم قرآن و احکام اسلامی سے متعارف ہوئے۔آپ کو حضرت شاہ محمد عزت اللہ قدس سرہٗ سے بیعت حاصل ہے۔اور خلافت بھی۔ پیرومرشد کے تعمیل ارشاد میں شہرِ حیدر آباد کو اپنا مستقر بنایا۔آپ فرماتے تھے کہ شریعت کا ترک کرنا گمراہی ہے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ نماز دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک نمازِ ظاہری اور دوسری نمازِ باطنی۔ نمازِ ظاہری قیام وقعود اور رکوع و سجود ہے جب کہ نماز باطنی ترکِ وجود ہے۔یعنی اپنی ہستی کو عین ہستی سمجھنا چاہیے جو دونوں نمازیں ادا کرتا ہے وہ کامل ہوتا ہے۔ 29/ ربیع الثانی 1238ھ کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔محلّہ اُردو واقع شہر حیدرآباد میں مدفون ہیں۔ ان کے وصال کے وقت حضرت قطب الہند علیہ الرحمہ کی عمر 47 برس تھی۔

(5) مولانا حافظ میر پرورش علی المعروف بادشاہ حسینی علیہ الرحمہ:

مولانا سید شاہ محمد بادشاہ حسینی علیہ الرحمہ کی 1236ھ کو سید حیدر علی سیادت پناہ کے گھر حیدرآباد میں ولادت ہوئی۔ مولانا بادشاہ حسینی

علوم اسلامیہ عربی و فارسی کے متبحر عالم، صاحبِ تصنیف بزرگ اور صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ حضرت شجاع الدین حسینی قطب الہند علیہ الرحمہ کے مُرید وخلیفہ اور پوتر داماد تھے۔ حضرت قطب الھند علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند شہید الاسلام حضرت میر عبداللہ علیہ الرحمہ کی صاحب زادی کا نکاح حضرت قطب الہند کی موجودگی میں حضرت سید محمد بادشاہ حسینی سے ہوا جن سے چار فرزند ہوئے اور چاروں ولایت کے درجہ پر فائز ہوئے (۱) حضرت خواجہ محبوب اللہ (۲) حضرت سید احمد علی شاہ (۳) حضرت سید شاہ محمد مکی میاں اور (۴) حضرت علامہ سید عمر حسینی علیہ الرحمہ۔ حضرت سید بادشاہ حسینی علیہ الرحمہ کا وصال 1286ھ میں ہوا۔

(6) حضرت سید شاہ نورالدین قمیصی علیہ الرحمہ:

حضرت سید شاہ نورالدین قمیصی علیہ الرحمہ نجیب الطرفین سادات ہیں ۔ آپ کی ولادت 1218ھ بمقام ساڈھورہ ضلع انبالہ صوبۂ پنجاب ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ قمیص اعظم قادری ساڈھوروی سے ہوتا ہوا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت سید شاہ نورالدین قمیصی قادری 1250ھ کو آصف جاہ چہارم نواب ناصرالدولہ کے دَور میں حیدرآباد رونق افروز ہوئے۔ درگاہ یوسفین میں شب وروز ذکروشغل اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ حضرت غوث اعظم کے شہزادے کے حوالے سے عوام وخواص میں خوب چرچہ ہوا، چنانچہ آصف جاہ چہارم ناصرالدولہ اور کچھ عرصہ بعد آصف جاہ پنجم افضل الدولہ بھی شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ 11رشعبان المعظم 1278ھ کو آصف جاہ ششم میر محبوب علی خان کی رسمِ تسمیہ خوانی کروائی۔ 4رشوال المکرّم 1293ھ میں وصال پا گئے۔ حضرت قطب الھند کے وصال کے وقت حضرت سید نورالدین قمیصی 47 سال کے تھے۔

مذکورہ بالا مشائخ کے علاوہ حضرت عبدالکریم بدخشانی (دامادِ حضرت قطب الہند) حضرت شاہ موسیٰ قادری حضرت رحمت میاں سجادہ نشین بارگاہِ حضرت نائب رسول رحمت آباد،

حضرت نورالاصفیاء قادری، حضرت شاہ سعداللہ قادری مجددی، حضرت سید عبدالقادر صوفی، حضرت برہان الدین پشاوری حضرت قطب الہند کے فرزندان اور حضرت کے خلفاء بھی آپ کے ہم عصر مشائخ میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔ان کے علاوہ حیدر آباد میں دوسرے ہم عصر علماء ومشائخ بھی گذرے ہیں۔جنھوں نے اپنے اپنے انداز میں علم وعرفان کے چشمے جاری رکھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونورِ عرشه محمدٍوَّعلیٰ آلهٖ وصحبه اجمعین و بارك وسلم۔

محرم الحرام کو خاصی برتری حاصل ہے کہ اس ماہ کی دسویں تاریخ جسے ''عاشورہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، دنیا کی تاریخ میں اتنی عظمت و برکت والا دن ہے کہ جس میں پروردگار کی قدرتوں اور نعمتوں کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوئیں جو تاریخ میں اہم مقام رکھتی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی زندگی بڑی تیزی کے ساتھ روبہ زوال رہتی ہے جیسے کھیتیاں دم بھر کو شاداب ہوتی ہیں تو ان کا ہرا بھرا ہونا دل کو موہ لیتا ہے، دیکھنے والے اور خاص طور پر کسان اس سے بڑے مسرور ہوتے ہیں لیکن ان کھیتیوں کو خشک ہوکر ریزہ ریزہ ہونے میں دیر نہیں لگتی۔یہی حال دنیا اور دنیا کے آسائشی ساز وسامان کا ہے جو انسان کی مختصر زندگی کے کچھ حصہ میں موسم بہار کی طرح باعث رونق و زینت ہوتے ہیں اور دلوں کو لبھاتے ہیں، پھر جب وہ چھن جاتے ہیں تو زندگی کے باغ و بہار خزاں آلودہ ہوجاتے ہیں۔

یوم عاشورہ اور تاریخی پس منظر

مولانا حافظ سید عبدالعلیم صاحب

قرآن عظیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''خدا (کے انعام) کے دنوں کو یاد کرو۔'' دوسری جگہ فرمایا ''انہیں اللہ کے دن یاد دلا دو۔''

یعنی وہ دن جن میں بڑی بڑی نعمتیں اللہ تعالیٰ کے طرف سے مختلف قوموں کو عطا ہوتی رہیں۔مثلاً حکومت و اقتدار اور دشمنوں سے خلاصی، آفتوں سے نجات یا جو بڑی بڑی مصیبتیں مختلف قوموں کو قدرت کی طرف سے پیش آتی رہیں مثلاً وبا و قحط ان کی محکومی و غلامی یا تباہی و بربادی۔غرض یہ کہ ایام اللہ کے تحت ہر قسم کے اہم تاریخی واقعات آجاتے ہیں۔یوں تو ہر دن، ہر رات اور ہر زمانہ کا ہر لمحہ خداوند قدوس کی تخلیق سے ہے اور کچھ نہ کچھ خصوصیت رکھتا ہے۔مگر بعض ایام ایسے ہیں جو اپنی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے دوسرے ایام پر فوقیت رکھتے ہیں، بلکہ انہیں ایام میں ماہ رمضان کو جو دوسرے مہینوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے ،وہ کسی اہل اسلام سے مخفی نہیں۔

یونہی بعض دوسرے ایام بھی اضافی حیثیتوں سے بڑی عظمت و شرف کے حامل ہیں۔یوم عاشورہ یعنی دسویں محرم الحرام کا دن بھی انہیں مخصوص ایام میں سے ہے جن کی فضیلت کا ذکر کتب احادیث اور کتب تواریخ میں ملتا ہے۔اسلام میں چار مہینے حرمت والے قرار دیئے گئے ہیں۔(1) ذوالقعدہ۔(2) ذوالحجہ۔(3) محرم الحرام۔(4) رجب المرجب۔عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان میں جنگ و جدال وغیرہ کو حرام تصور کرتے تھے اور ان مہینوں کی بے حد تعظیم و تکریم بجالاتے تھے۔مگر مذہب اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ

کی گئی۔ان حرمت والے مہینوں میں محرم الحرام کو خاصی برتری حاصل ہے کہ اس ماہ کی دسویں تاریخ جسے ''عاشورہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ،دنیا کی تاریخ میں اتنی عظمت و برکت والا دن ہے کہ جس میں پروردگار کی قدرتوں اور نعمتوں کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوئیں جو تاریخ میں اہم مقام رکھتی ہیں۔

چنانچہ اسی دن۔☆ حضرت آدم وحواہ علیہما الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی توبہ کو شرف قبولیت حاصل ہوا۔☆ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان نوح میں سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑی پر لگی۔☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام مرتبہ خلعت سے سرفراز کئے گئے۔☆ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت باہر آئے۔عرش و کرسی ، لوح و قلم، آسمان وزمین، چاندوسورج، ستارے اور جنت بنائے گئے۔☆ حضرت ایوب علیہ السلام تکلیف سے صحت یاب ہوئے۔☆ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے اپنے لاڈلے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن و انس وغیرہ پر حکومت عطا ہوئی۔☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون جیسے ظالم وسفاک اور خدائی کے دعویدار شخص سے نجات ملی اور فرعون اپنے لشکر سمیت دریا میں غرق کیا گیا۔

☆ آسمان سے زمین پر پہلی بار بارش ہوئی۔☆ ہمارے آقا ومولیٰ تاجدار مدینہ،راحت قلب و سینہ حضور ﷺ کا عقد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔☆ اسی دن قیامت آئے گی۔

یوم عاشورہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اسی دن حضرت امام عالی مقام ،شہزادہ گلگوں قبا، راکب دوش مصطفیٰ ﷺ ،حضرت فاطمۃ الزہرہ کی آنکھوں کے تارے،تاجدارِولایت شیر خدا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے بیٹا،حضرت امام حسین رضی اللہ

عنہ نے 20 ہزار عراقی سورماؤں اور انعام و اکرام کے لالچی مسلح فوجیوں کے مقابلے میں اپنے بھانجے، بھتیجے اور بیٹے کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میدان کرب و بلا میں قربان کر دیا اور بذات خود حضرت شیر خدا کے نور عین، لخت جگر فاطمہ، جنتی نوجوانوں کے سردار حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ بھی محرم الحرام کی اسی دس تاریخ 61ھ، بمطابق 10 اکتوبر، بروز جمعۃ المبارک، 56 سال، 5 ماہ اور 5 دن کی عمر شریف میں اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف سفر فرمایا۔ ثابت ہوا کہ محرم کی دسویں تاریخ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت وفضیلت والی ہے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے محبوب نواسے کی شہادت کے لئے اسی یوم عاشورہ کو منتخب فرمایا۔

عام طور پر لوگ یوم عاشورہ کی اہمیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی اس دن کے اشغال و اعمال پر، حالانکہ یوم عاشورہ کے دن میں نفل عبادات اور اس کے فوائد کا ذکر خود حدیث پاک میں موجود ہے۔ عاشورہ کے دن اعمال حسنہ کی انجام دہی میں کتنے فوائد مضمر ہیں۔ چنانچہ تاجدار ولایت، باب العلم، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے عاشورہ کی شب یعنی 9 محرم کا دن گزار کر آنے والی رات کو عبادت کی تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا۔''

اسی طرح شہنشاہ بغداد حضور سیدنا غوث اعظم ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور صبح کو روزہ رکھے تو اس کو اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس ہی نہ ہوگا۔'' حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اس دن کا روزہ رکھے تو چالیس سال کا کفارہ ہوگا اور جس نے عاشورہ کی شب عبادت کی تو گویا اس نے ساتوں آسمانوں والوں کے برابر عبادت کی، یوم عاشورہ کی فضیلت و بزرگی، بہتری و برتری سے متعلق جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: ''جو شخص عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے کی کشادگی کرے گا تو سال بھر تک برابر کشادگی میں رہے گا۔'' (بیہقی شریف) یوم عاشورہ میں صدقات وخیرات کرنے کی بھی بے پناہ فضیلت آئی ہے جس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

جسے حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''مصر میں ایک شخص رہتا تھا، جس کے پاس صرف ایک کپڑا تھا جو اس کے بدن پر رہتا تھا۔ اس نے عاشورہ کے دن حضرت سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی مسجد میں نماز فجر ادا کی، وہاں کا دستور یہ تھا کہ عورتیں عاشورہ کے دن مسجد میں جایا کرتی تھیں۔ ایک عورت نے اس شخص سے کہا کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ میرے بال بچوں کیلئے دے دیجئے! اس شخص نے کہا: اچھا میرے ساتھ چلو! گھر پہنچ کر اس نے اپنے بدن کا کپڑا اتار کر دروازے کی درز سے اس عورت کو دے دیا۔ عورت نے دعا دی۔ ترجمہ ''یعنی خدائے تعالیٰ تجھے جنت کے حلے پہنائے۔ اس شخص نے اسی رات ایک نہایت خوبصورت حور دیکھی جس کے ہاتھ میں ایک عمدہ خوشبودار سیب تھا۔ حور نے اس سیب کو توڑا تو اس میں سے ایک حلہ نکلا۔ اس شخص نے حور سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ جواب دیا: میں تیری جنت کی بیوی عاشورہ ہوں۔ پھر وہ شخص نیند سے بیدار ہو گیا اور سارے گھر کو خوشبو سے مہکتا پایا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی: ترجمہ ''یاالہٰ العالمین اگر وہ واقعی جنت میں میری بیوی ہے تو میری روح کو قبض کر لے اور مجھے اپنی طرف بلا لے۔'' خداوند قدوس نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ اسی وقت اس دار فانی سے دار بقا کی جانب کوچ کر گیا۔

یوم عاشورہ میں روزہ رکھنے کے بارے میں مسلم شریف میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (مسلم شریف)

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیسا دن ہے۔ جس میں تم لوگ روزہ رکھتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی تھی اور اسے اس کی قوم کے ساتھ ڈبو دیا تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے شکریہ میں یہ روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں تو تمہاری بہ نسبت ہم زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور ساری امت کو اس دن روزہ کھنے کا حکم دیا۔ مسئلہ: عاشورہ کے دن روزہ رکھیں تو اس کے ساتھ نویں کا بھی رکھیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو (یوں کہ) ایک دن پہلے روزہ رکھو اور ایک دن بعد۔ (مرقات)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ چار عمل ایسے ہیں جن کو حضور ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑا۔ عاشورہ کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کا روزہ، ہر ماہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت سنت موکدہ۔

ان کے علاوہ بہت حدیثیں ہیں جن میں سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ حضور انور ﷺ نے جا بجا عاشورہ کے دن کے فضائل بیان کئے ہیں اور اس دن کا روزہ ور حضور اقدس ﷺ نے رکھ کر اپنے تمام امتیوں کو اس کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ مگر جب رمضان المبارک میں ایک ماہ کا روزہ قرار دے دیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب جس کا جی چاہے یوم عاشورہ کا روزہ رکھے، جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ عاشورہ کے دن علماء کرام نے گیارہ چیزو ں کو مستحب لکھا ہے۔ بعض نے انہیں ارشاد نبوی

اور بعض نے حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے۔ بہرحال یہ اچھے کام ہیں ان کو بجالانے ،میں دینی اور دنیاوی دونوں فائدے ہیں۔

(1)روزہ رکھنا۔(2)صدقہ۔(3)نوافل پڑھنا۔(4) ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا۔(5)علماء اور اولیاء کی زیارت کرنا۔(6)یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا۔(7)اپنے گھر والوں پر کھانے کی وسعت و فراخی کرنا۔(8)سرمہ لگانا۔(9)غسل کرنا۔(10)ناخن تراشنا۔(11)مریضوں کی بیمار پرسی کرنا۔

محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو غسل کرنا بہتر ہے کیونکہ اس روز زم زم کا پانی تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔صاحب تفسیر نعیمی حضرت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:''عاشورہ کے دن غسل کرنے والا سال بھر تک بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔''

غرض کہ عاشورہ کا دن بارگاہ الٰہی میں مقبول دنوں میں ایک دن ہے اور اعمال صالحہ وصدقہ و خیرات کی قبولیت کا روز۔اس لئے حضرات صوفیائے کرام کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

(1)جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گویا اس نے تمام فقراء پر صدقہ کیا۔

(1)جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گویا اس نے تمام فقراء پر صدقہ کیا۔

(2)جو آج کسی بھولے بھٹکے راہ رو کو سیدھے راستے پر ڈال دے رب عزوجل اس کے دل کو نور ایمان سے معمور فرمائے۔

(3)جو آج غصہ کو ضبط کرے اللہ تعالیٰ اسے دن میں لکھ دے جو راضی برضا ہیں۔

(4)جو آج کسی مسکین کی عزت بڑھائے وہ مالک و مولیٰ قبر میں اسے کرامت بخشے۔یہی وہ دن ہے جس کے متعلق نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔(1)جو شخص آج اپنے اہل و عیال پر کشادہ دلی سے خرچ کرے۔اللہ تعالیٰ اسے تمام سال کے لئے فراخی نصیب فرمائے(بیہقی)

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا اور ہر سال فراخی پائی۔

(2) جو شخص آج کے دن غسل کرے مرض الموت کے علاوہ اس سال کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو اور جو آج (بہ حسن نیت) سرمہ لگائے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں۔یعنی اس کی چشم بصیرت دل کی آنکھ روشن رہے۔

(3) جو عاشورہ کی شب قیام و ذکر میں اور اس کا دن روزے میں گزارے، جب مرے گا تو اسے اپنی موت کا پتہ بھی نہ چلے گا۔(یعنی نزع کی سختی سے محفوظ رہے گا۔)

(4) جو شخص عاشورہ کے روز (محض رضائے الٰہی کے حصول کی نیت سے) روزہ رکھے گویا اس نے تمام سال کے روزے رکھے۔

(5) جو مسلمان آج کے روز صدقہ کرے تو اسے ایک سال کے صدقے کے برابر ثواب ملے۔

(6) جو شخص آج کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے (اور اس کی دلجوئی کرے اس کی حاجت برلائے) اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض جنت میں اسکا درجہ بلند فرمائے۔

(7) جو آج کے دن صلہ رحمی کرے وہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ جنت میں ہوگا (اور ان کی خدمت کا شرف پائے گا۔(نزہۃ المجالس وغیرہ) الغرض عاشورہ کا دن وہ مبارک و بابرکت دن ہے جس کے فضائل سے کتابیں مالا مال ہیں۔مبارک ہیں وہ بندے جو اس ماہ محرم کا جسے حدیث شریف میں اللہ کا مہینہ فرمایا احترام بجالائیں اور اپنے ظاہر و باطن سے خدا و رسول کی طرف متوجہ ہوں اعمال صالحہ میں بیش از بیش مشغول رہیں۔

علماء سے بغض پر چار قسم کے عذاب

۱) قحط سالی۔۲) بادشاہ کی جانب سے مظالم۔۳) حکام کی خیانت ۔۴) دشمنوں کے مسلسل حملے

اہل بیت اطہارؓ سے محبت ایمان کا جزء

از۔مولانا محمد ناصرالدین صدیقی صاحب

اَہلِ بیتِ اَطہار کی محبت واجب ہے ''فرما دیجیے: میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت (اور اللہ کی قربت) سے محبت (چاہتا ہوں)''۔

اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا اور اپنی بندگی، عبادت اور طاعت کے ساتھ ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غلامی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کے رشتے میں منسلک کیا۔آ قا علیہ السلام کی محبت کے باب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ مظاہر بنائے ہیں اور اہل بیت اطہار اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی محبت کو اہم ترین مظاہرِ ایمان اور مظاہرِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شامل فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی قرابت اور اپنی اہل بیت کی محبت کو ہمارے اوپر فرض و واجب قرار دیا ہے اور یہ وجوب مذکورہ حکم الٰہی سے ثابت ہے۔حضور علیہ السلام نے تبلیغ رسالت کے ذریعے ہم پر جو احسان فرمایا اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم سے کوئی اجر طلب نہیں فرمایا سوائے اِس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اہل بیت اور قرابت سے محبت کریں۔ یہ امر بھی پیشِ نظر رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرابت سے محبت کا جو حکم دیا، یہ اجر بھی آقا علیہ السلام بدلہ کے طور پر اپنے لئے طلب نہیں فرما رہے بلکہ یہ بھی ہمارے بھلے کے لیے ہے۔ اِس سے ہمیں ایمان و ہدایت کا راستہ بتا رہے ہیں، ہمارے ایمان کو جِلا بخش رہے ہیں اور اہل بیت وقرابت کی محبت کے ذریعے ہمارے ایمان کی حفاظت فرما رہے ہیں۔گویا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس فرمان کے ذریعے ہماری ہی بھلائی کی راہ تجویز فرما رہے ہیں۔

اہلِ قرابت کون ہیں؟

اہل بیت کی عظمت و شان میں بہت سی آیات ہیں، مگر اُن کی محبت کا ہم پر فرض ہونا مذکورہ آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جملہ آئمہ نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس آیت میں جن کی محبت فرض کی گئی ہے وہ قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنھما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کی قرابت والے وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ، اور اس کے دونوں بیٹے (حسن اور حسین)ا''۔

امام احمد بن حنبل روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ ''جب مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل قرابت سے کون لوگ مراد ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ اوران کے دونوں بیٹے رضی اللہ عنہم''۔

یعنی صحابہ کرام کے پوچھنے پر آقا علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کی خود تفسیر کی اور امت پر واضح فرمادیا کہ ان پر کن کن کی مؤدت اور محبت واجب وفرض ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: یعنی اللہ سے محبت کرو اِس وجہ سے کہ اُس نے تمھیں بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا، وہ تم سے محبت کرتا ہے، تم پر شفقت، بے حساب رحمت، کرم اور لطف و عطاء فرماتا ہے۔ صبح و شام تم اُس کی نعمتوں اور رحمتوں کے سمندروں میں غوط زن رہتے ہو، تم پر اللہ کی نعمتوں کی موسلا دھار بارش رہتی ہے، اِس کی وجہ سے اللہ سے محبت کیا کرو۔

پھر فرمایا: اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے، اس لئے کہ اللہ کی محبت میری محبت کے بغیر نہیں ملتی۔ میری محبت ہی اللہ کی محبت کا راستہ، واسطہ، ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ لہذا مجھے سے محبت کرو، تا کہ تم اللہ سے محبت کرسکو۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی محبت کا راستہ بتایا ہے۔ اور پھر فرمایا: میری اہل بیت سے محبت کرو تا کہ تمھیں میری

محبت مل سکے۔ میری محبت کے حصول کے لئے میری اہل بیت سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کے حصول کے لئے مجھ سے محبت کرو۔

حسنین کریمین سے محبت میں امت کیلئے پیغام

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم والہانہ محبت کا اظہار فرماتے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حسنین کریمین سے محبت کا والہانہ و بے ساختہ اظہار بغیر کسی مقصد کے تھا؟ نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ اس والہانہ اندازِ محبت میں بھی امتِ مسلمہ کے لئے ایک پیغام ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام ایک روز سیدنا امام حسین کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر چل رہے تھے تو ایک شخص نے دیکھا تو دیکھتے ہی اُس نے کہا اے بیٹے مبارک ہو، کتنی پیاری سواری تمہیں نصیب ہوئی ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سواری کا اچھا ہونا نظر آ رہا ہے مگر یہ بھی تو دیکھو کہ سوار کتنا پیارا، خوبصورت اور اعلیٰ ہے۔ یہاں ایک نکتہ کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ حدیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ گھر کے اندر کا نہیں ہے۔

یعنی گھر کی چار دیواری کا نہیں بلکہ باہر کا ہے، اسی لئے ایک غیر شخص آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس عملِ مبارک پر اظہار خیال کر رہا ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گلی میں لے کر چل رہے تھے۔ اب ایک طرف آقا علیہ السلام کے مرتبہ، شان، عظمت، جلالت اور قدر بھی ذہن میں رکھیں اور یہ عمل بھی دیکھیں۔ ہم یہ کام نہیں کرتے، اپنا بیٹا ہو، پوتا ہو، نواسا ہو، نواسی ہو، جس سے بہت پیار ہو، اسے کندھے پر اٹھا کر گلی میں نہیں چلتے بلکہ شرماتے ہیں حالانکہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں ایک حقیقت بھی بیان فرمائی اور ایک دعا بھی دی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے، اللہ اُس سے محبت کرتا ہے اور اِس میں آقا علیہ السلام نے دعا بھی کی کہ اللہ اُس سے محبت کر جو

میرے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے۔

آئمہ کرامؒ کی محبتِ اہلِ بیتؓ

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اہل بیت سے اتنی شدید محبت کرتے اور ائمہ اطہار اہل بیتؓ کی اتنی تکریم کرتے کہ لوگوں نے اُن پر شیعہ ہونے کا طعنہ کیا اور اُن کو شیعہ کہتے۔

اگر محبت اہل بیت کی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ شیعہ ہو گئے تو پھر سنی کون بچا ہے؟۔امام شافعیؒ کو بھی محبت اہل بیت کی وجہ سے لوگ شیعہ اور رافضی کہتے تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر محبت اہل بیت کا نام شیعہ ہونا ہے تو مجھے یہ تہمت قبول ہے۔

اگر امام شافعی شیعہ ہیں تو پھر باقی سنی کون بچا ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی اہل بیت اطہار کے لیے بڑی تعظیم وتکریم تھی۔

اللہ رب العزت ہمیں اہل بیت اطہار کی محبت و تمسک عطا فرمائے ،اُن کے طفیل آقا علیہ السلام کی محبت تک پہنچائے اور آقا علیہ السلام کی محبت کے صدقے سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا کرے۔آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سیدنا امام حسینؓ کی شہادت عظمی کا عظیم مقصد بقائے حق وصداقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال اقدس کا عکس اور سیرت طیبہ کا پرتو سبط معظم شہید اعظم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صورت و سیرت میں نمایاں تھا جنھوں نے اپنی بے نظیر قربانیوں اور شہادت کے ذریعہ دنیا کو حق و باطل کا فرق سمجھا کر اقامت دین کی خاطر ہر طرح کے ایثار اور بقائے حق وصداقت کے عظیم مقصد کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کا راستہ دکھایا، احقاق حق اور ابطال باطل، یقین وتوکل، عزم و استقامت، جراءت و ہمت، شجاعت و حوصلہ مندی اور صبر و رضا کا کوئی تذکرہ ہو وہ حضرت امام حسینؓ اور واقعہ کربلا کے اولین حوالے کے بغیر نامکمل رہ جاتا ہے۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت تاریخ عالم کا نہایت غم ناک اور حیرت انگیز سانحہ ہے ظلم و استبداد ،حق ناشناسی ، خود غرضی، نفس پرستی، ناانصافی اور عدم

مساوات کے نا پسندیدہ معمولات اور ضد، شرانگیزیوں اور ہٹ دھرمی کے اندھیروں میں رحم و مروت، حق پرستی، بے غرضی و اخلاص، عدل و انصاف اور ایثار و وفا کے چراغ جلاتے رہنا ہمیشہ ہی اہل حق وصداقت کا شعار رہا ہے۔

حضرت امام حسینؓ اور آپ کے اقرباء وانصار نے ان تمام محاسن اور خوبیوں کے اجالوں سے جادۂ عمل کو ہمیشہ کے لئے تابناک ومنور بنا دیا۔ قیام حق و انصاف اور تدارک ظلم واستبداء کے لئے جدوجہد اور مخلصانہ کاوش کرنے والوں کے نزدیک عددی قوت یعنی قلت وکثرت کوئی معنی نہیں رکھتی، حصول مقصد کی اہمیت ہوتی ہے فتح وکامیابی مقصد حقہ کا پا جانا ہے۔

حضرت امام حسینؓ نے اس معرکہ حق و باطل میں جام شہادت نوش کر کے جوظفر مندی پائی ہے اس کی حقیقت سے ہر صاحب نظر خوب واقف ہے اور قیامت تک جملہ حق پسندوں کو اس کا صحیح احساس رہے گا معرکہ کربلا نے واضح کر دیا کہ کثرت تعداد، سامان حرب اور جنگی طور وطریق اہل حق کے عزائم پراثر انداز نہیں ہو سکتے۔ 72 نفوس عالیہ کا ہزاروں اشقیاء کے مقابلہ میں حق پرستانہ استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنا اور متاع جان کا لٹاتے جانا اس کی بہترین مثال ہے۔

حضرت امام حسینؓ اور خانوادۂ نبوت کے محترم افراد، مہاجرین اور انصار کا مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنا، وہاں سے کربلا تک کا سفر محض اقامت دین، تحفظ شریعت مطہرہ اور ظلم و تشدد کے خلاف عملی جدوجہد دراصل حق پرستانہ کاوش اور ابطال باطل کے لئے بے نظیر اقدام تھا۔

سبط رسول مقبول حضرت سیدنا امام حسینؓ نے اپنے شایان شان اقدام کیا، سچائی کی خاطر اپنی گردن کٹوانا منظور کر کے ثابت کر دیا کہ بڑے لوگوں کے کام بھی بڑی نوعیت کے ہوا کرتے ہیں۔ امت مسلمہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور حضرت امام حسینؓ کی مبارک زندگی اور حق و صداقت پر مبنی تعلیمات پر عمل پیرائی لازمی اور موجب سعادت دارین ہے۔

حسنین کریمین نوجوانان جنت کے سردار :۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، فرماتے

ہیں، رسولِ کریم نے فرمایا ''(حضرت اِمام) حسنؓ اور (حضرت اِمام) حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں'' (مشکوٰۃ) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں جاؤں، آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کروں اور آپ سے سوال کروں کہ میری اور آپ کی بخشش کے لئے دُعا فرمائیں۔

(فرماتے ہیں) میں حضور کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی یہاں تک کہ نمازِ عشاء بھی ادا کی۔ پھر آپ ﷺ حجرہ کی طرف روانہ ہوئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ ''میری آواز کو سنا اور فرمایا یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا، جی (یا رسول اللہ ﷺ) پھر فرمایا تجھے کیا حاجت ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ تعالیٰ تیری بخشش بھی فرمائے اور تیری والدہ کی بھی بخشش فرمائے پھر فرمایا ''یہ فرشتہ ہے جو اِس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔

اِس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام پڑھے اور مجھے بشارت دے کہ (حضرت سیّدہ) فاطمۃ (الزہرہؓ) جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔'' (مشکوٰۃ، ترمذی، مسند احمد، کنز العمال)

کہہ دو غمِ حسینؓ سے منانے والوں سے
مومن کبھی شہداء کا ماتم نہیں کرتے

ہے عشق اپنی جاں سے زیادہ آلِ رسول ﷺ سے
یوں سرِ عام ہم ان کا تماشہ نہیں کرتے

روئیں وہ جو منکر ہیں شہادت حسینؓ کے
ہم زندہ وجاوید کا ماتم نہیں کرتے

مناقب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنھما

ایم۔اے۔صدیقی نظامی

حسنین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔(جامع الترمذی) خاتون جنت کے فرزندان ذی حشم علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لخت جگر حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے اور یہ فرمانا ہے تاجدار کائنات نبی آخر الزمان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

حسنینؓ کی محبت، محبت رسول ہے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حسنؓ اور حسینؓ دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔(مسند احمد بن حنبل) تاجدار عرب وعجم حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ عنہما سے جس نے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ذرا غور کریں کہ حضور ﷺ سے بغض رکھنے والے کا کہاں ٹھکانہ ہے؟ اس کے دین اور ایمان کی کیا وقعت ہے؟ باری تعالیٰ حسنین کریمینؓ سے تو بھی محبت کر۔ حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے اسے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرات حسنین

کریمینؓ کو اپنے سینے سے چمٹایا اور فرمایا ''اے اللہ میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر،،(مسند احمد بن حنبل)

بارگاہ خداوندی میں آقائے کائنات ﷺ کے مقدس ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں معطر اور معتبر لبوں پر دعائیہ کلمات مہک رہے ہیں کہ باری تعالیٰ تو بھی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی محبت کا سزاوار ٹھہرا، یہ دعائیہ کلمات بھی حضور رحمت عالم کے لب اقدس سے نکلے ترجمہ ''مولا! مجھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہ سے بڑا پیار ہے تو بھی ان سے پیار کر۔

جو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتا ہے گویا وہ مجھ سے پیار کرتا ہے''۔

دوش پیغمبر ﷺ پر سواری:

حضور ﷺ کو اپنے لاڈلے نواسوں سے کتنی محبت تھی وہ انہیں کتنا چاہتے تھے شاید آج ہم اس کا اندازہ نہ کرسکیں کیونکہ ہم جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں، حقیقتیں ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکی ہیں، حقائق کا چہرہ گردآلود ہے، آئینے دھند میں لپٹے ہوئے ہیں حالانکہ خلفائے راشدینؓ اور اہل بیت نبوی رضی اللہ عنھم اخوت اور محبت کے گہرے رشتوں میں منسلک تھے۔

خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کی فضائے نور قلب ونظر پر محیط تھی۔ علی رضی اللہ عنہ کے نورنظر، اصحاب رسول کی آنکھوں کا تارا تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسن اور حسین دونوں کو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہیں میں نے کہا کتنی اچھی سواری تمہارے نیچے ہے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاً فرمایا سوار کتنے اچھے ہیں۔ (مجمع الزوائد) وہ منظر کیا دلکش منظر ہوگا۔ جنت کے جوانوں کے سردار شہزادہ حسن اور شہزادہ حسین اپنے نانا جان کے مقدس کندھوں پر سوار ہیں، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ روح پرور منظر دیکھتے ہیں اور شہزادوں کو مبارکباد دیتے ہوئے بے ساختہ پکار اٹھے ہیں، شہزادو!

تمہارے نیچے کتنی اچھی سواری ہے۔ فرمایا تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: عمر! دیکھا نہیں سوار کتنے اچھے ہیں؟

وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما، جنہیں آقائے دوجہاں کے مقدس کندھوں پر سواری کا شرف حاصل ہوا اور وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنہیں چوسنے کے لئے اپنی زبان مبارک عطا کی، جنہیں اپنے لعاب دہن سے نواز، جنہیں اپنی آغوش رحمت میں بھلایا۔

حالت نماز میں پشت اقدس کی سواری:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے (دیر سے) عشاء کی نماز آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گئے حسن اور حسین دونوں بھائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر چڑھ گئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور سجدے سے اٹھایا تو دونوں کو اپنے ہاتھوں سے آرام سے تھام لیا اور زمین پر بیٹھا لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں جاتے تو وہ دونوں یہی عمل دہراتے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حالت میں پوری نماز ادا فرمائی۔ پھر دونوں شہزادوں کو اپنی گود میں بٹھایا۔ (مسند احمد بن حنبل)

یہ سجدہ خدا کے حضور ہو رہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں ہیں، سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے دونوں شہزادوں کو تھام لیا کہ کہیں یہ معصوم شہزادے نیچے نہ گر جائیں اور بڑی احتیاط سے انہیں زمین پر بٹھا دیا۔

حسن اور حسین نماز کے دوران پشت مبارک پر چڑھے رہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں احتیاط سے انہیں اتارتے رہے حتی کہ نماز مکمل ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شہزادوں کو اپنے آغوش محبت میں سمیٹ لیا۔

جن کے لئے سجدہ طویل کردیا گیا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں سجدے میں تھے کہ حسن اور حسین آئے اور پشت مبارک پر چڑھ گئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کردیا (نماز سے فراغت کے بعد) عرض کیا گیا۔اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا سجدہ طویل کرنے کا حکم آ گیا۔فرمایانہیں میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میری پشت پر چڑھ گئے تھے میں نے یہ ناپسند کیا کہ جلدی کروں۔(مجمع الزوائد)

یعنی حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جب حالت نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصداً سجدہ طویل کردیا تاکہ حسن اور حسین رضی اللہ عنھم گر نہ پڑیں ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔

یہ دونوں شہزادے حضرت علی شیر خدا اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا کے فرزندان ارجمند تھے۔لیکن یہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی بھی ٹھنڈک تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری دنیا کو اپنے قول وعمل سے بتادیا کہ علی اور فاطمہ سلام اللہ علیھما، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے بھی لخت جگر ہیں یہ میری نسل سے ہیں، یہ میری ذریت ہیں اور فرمایا ہر نبی کی اولاد کا نسب اپنے باپ سے شروع ہوکر دادا پر ختم ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہ کا نسب بھی میں ہوں وہ میرے بھی لخت جگر ہیں۔فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں مجھے بے چین کردیتی ہے ہر وہ چیز جو اسے بے چین کرتی ہے اور مجھے خوش کرتی ہے ہر وہ چیز جو اسے خوش کرتی ہے۔

قیامت کے روز تمام نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے ماسوا میرے نسبی، قرابت داری اور سسرالی رشتے کے۔(مسند احمد بن حنبل)

حضور نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے مشابہت:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر ہونے کے ناطے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو چونکہ قربانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر بنایا گیا تھا اور انہیں ذبح عظیم کی خلعت فاخرہ عطا کی گئی تھی اس لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے قریبی مشابہت کے اعزاز سے بھی نوازا گیا تھا۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب لوگوں کو اپنے عظیم پیغمبر کی یاد ستاتی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی یاد دلوں میں اضطراب پیدا کرتی تو وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے در دولت پر حاضر ہوتے اور حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کر کے اپنی آنکھوں کی تشنگی کا مداوا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس نظروں میں سما جاتا۔ صحابہؓ یہ بھی جانتے تھے کہ نواسہء رسول کو خلعت شہادت سے سرفراز ہونا ہے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ سن چکے تھے اس حوالے سے بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اصحاب رسول کی نگاہوں کا مرکز بن گئے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے مروی ہے کہ حضرت حسن سینے سے لیکر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین اس سے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔(جامع الترمذی)

حسین کی محبت اللہ کی محبت:۔

حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔(جامع الترمذی) وہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ جن کے

بارے میں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں اور یہ کہ اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اب جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔اس سے عداوت رکھنا اوراس کا خون ناحق بہانا کتنا بڑا جرم ہے؟

استقامت کے کوہ گراں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ایک فاسق اور فاجر کے دست پلید پر بیعت کرلے گا بالکل فضول سی بات ہے۔

اہل حق راہ حیات میں اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کردیتے ہیں لیکن اصولوں پر کسی سمجھوتے کے روادار نہیں ہوتے اگر کربلا کے میدان میں حق بھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا تو پھر قیامت تک حق کا پرچم بلند کرنے کی کوئی جرات نہ کرتا، کوئی حرف حق زبان پر نہ لاتا، درندگی، وحشت اور بربریت پھر انسانی معاشروں پر محیط ہوجاتی اور قیامت تک کے لئے جرات و بیباکی کا پرچم سرنگوں ہوجاتا اور نانا کا دین زاغوں کے تصرف میں آ کر اپنی اقدار اور روح دونوں سے محروم ہوجاتا۔اسی طرح ایک اور روایت ہے: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

آپ ﷺ نے حضرت حسین علیہ السلام کو اٹھایا ہوا تھا اور یہ فرما رہے تھے اے اللہ میں اس (حسین) سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (المستدرک للحاکم) اگر ہم حضور ﷺ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں، اگر رسول ﷺ کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا قرار دیتے ہیں، اگر عشق رسول ﷺ کو اپنا تشخص گردانتے ہیں تو پھر حضور ﷺ جس سے محبت کرتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، رسول ﷺ کے اس محبوب حسینؓ سے بغض عداوت کا تصور بھی ہمارے ذہن میں نہیں آنا چاہیے بلکہ محبوب ﷺ کے اس محبوب سے والہانہ محبت کا اظہار کر کے

اپنے رسول ﷺ سے گہری وابستگی کو مزید مستحکم بنانا چاہیئے کہ قصر ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے۔

اہل بیت کی محبت اور اصحاب رسول ﷺ کی محبت دراصل ایک ہی محبت کا نام ہے۔ ان محبتوں کو خانوں میں تقسیم کرنا، امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے، اس ملت اسلامیہ کو دوئی کے ہر تصور کو مٹا کر اخوت و محبت اور یگانگت کے ان سرچشموں سے اپنا ناطہ جوڑ لینا چاہیے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا طرہ امتیاز اور شوکت وعظمت اسلام کا مظہر تھا۔

حضور ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا گویا حسین سے نفرت حضور ﷺ سے محبت کی عملاً نفی ہے اور کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسین بن علی رضی اللہ عنھما کے بارے میں فرمایا "جس نے اس (حسین) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی"۔

جب بندہ مؤمن وفات پاتا ہے تو وہ دنیا کے رنج سے بایں طور راحت پاتا ہے کہ دنیا میں اعمال و احوال کی وجہ سے وہ جس مشقت و محنت میں مبتلا تھا اس سے نجات مل جاتی ہے اور دنیا کی ایذاء سے بایں طور راحت پاتا ہے کہ وہ دنیاوی تکلیف و پریشانی مثلاً گرمی سردی، تنگدستی و مفلسی وغیرہ سے یا یہ کہ اہل دنیا کی ایذاء رسانی سے اسے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اسی لئے مسروق رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھے کسی چیز پر بھی کسی چیز کے سبب اتنا رشک نہیں آتا جتنا رشک اس مؤمن پر آتا ہے جو قبر میں سلا دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ کے عذاب سے مامون ہو جاتا ہے اور دنیا سے راحت وسکون پا لیتا ہے۔ نیز ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس جانے کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ گناہ کے کفارہ کے لئے مرض کو پسند کرتا ہوں۔ اور اپنے رب کے سامنے تواضع وانکساری کی خاطر فقر کو پسند کرتا ہوں۔

عرس شریف
181st URS
میر شجاع الدین حسین قادری
بتواریخ: ۲ تا ۵ محرم الحرام ۱۴۴۷ ہجری
29 30 JUNE
01 02 JULY
2025
SUN-MON-TUE-WED
زیر نگرانی: مولانا ابوالقاسم
سید شاہ عبید اللہ قادری معروف آصف پاشاہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شجاعیہ
و متولی جامع مسجد شجاعیہ چارمینار
بمقام: مرکزی آستانہ شجاعیہ عالیہ
واقع شجاعیہ نگر عیدی بازار
حیدرآباد
غسل شریف
JALSA-E-QIRAAT
29th JUNE SUN
بعد نماز مغرب مراسم غسل شریف
مزار مبارک • بعد نماز عشاء
جلسۂ قراءت
بمقام: بارگاہ شجاعیہ عالیہ
عیدی بازار حیدرآباد
جسمیں شہر کے ممتاز قراء
تلاوت کی سعادت حاصل کریںگے
صندل شریف
JULOOS-E-SANDAL
30th JUNE MON
۴ بجے شام برآمدگی جلوس
صندل مبارک از جامع مسجد شجاعیہ
چارمینار تا بارگاہ شجاعیہ عالیہ عیدی بازار
بعد نماز عشاء جلسہ
بعنوان "فیضان اولیاء و فیضان شجاعیہ"
زیر نگرانی: مولانا پیر
سید شبیر نقشبندی صاحب
محفل چراغاں
MEHFIL-E-NAAT
01st JULY TUE
بعد نماز فجر تا صبح ۸ بجے
قرآن خوانی و ختم قرآن مجید
بعد نماز مغرب
محفل نعت پاک
بحضور شہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بمقام: بارگاہ شجاعیہ عالیہ
عیدی بازار حیدرآباد
نعتیہ و منقبتی مشاعرہ
MUSHAIRA
02nd JULY WED
بعد نماز عشاء ۸½ بجے سے
نعتیہ و منقبتی
مشاعرہ
بمقام جلوہ گاہ شجاعیہ
عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار
المکلفین:
سید شاہ محمد ابراہیم قادری
LIVE BARGAH E SHUJAIYA / SHUJAIYA
Ph : 040-66171244

SADA-E-SHUJAIYA

Urdu Monthly Magazine, Hyderabad

RNI : TELURD/2019/77738

Rs. 20/-

Editor, Printer & Owned by Syed Mohammed Ibrahim Hussaini
Printed At : Aijaz Printing Press, Diwan Dewdi, Chatta Bazar, Hyd-500002, T.S.
Published at : H.No. 22-5-918/15/A, Charminar, Hyderabad - 500002, Telangana

www.shujaiya.com | 040-66171244